﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفراللہ عاجزؔ

جلد 26 | جمعۃ المبارک 17؍ مئی 2019ء | شمارہ 20

11 رمضان 1440 ہجری قمری ☆ 17؍ ہجرت 1398 ہجری شمسی

ارشادِ نبوی ﷺ

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے:

’’اللہ سے ڈرو، پانچ وقت نماز پڑھو، ایک ماہ کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے‘‘۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الجمعۃ حدیث نمبر 559)

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مصروفیات

مورخہ 06؍ تا 12؍ مئی 2019ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گوناگوں مصروفیات کے علاوہ دیگر امور کی ایک جھلک ہدیۂ قارئین ہے:

☆...**07؍ مئی بروز منگل، یکم رمضان المبارک:** حضور انور نے آج 12 بجے دفتر سے باہر تشریف لا کر مکرم احمد دانیال نورویا صاحب (سلاؤ۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ نیز اس جنازے کے ساتھ 6 نماز جنازہ غائب بھی پڑھائے۔

☆...آج حضور انور نے رمضان المبارک کے چاند کو دیکھ کر دعا فرمائی۔

☆...**10؍ مئی بروز جمعۃ المبارک:** حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد بیت الفتوح مورڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں نیز یوٹیوب اور دیگر میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں رمضان المبارک کی مناسبت سے آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہؐ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں روزوں کی فرضیت، ان کی اہمیت، اس ماہ میں مومنوں کی ذمہ داریوں اور دعا کی قبولیت کے طریق کا پُرحکمت اور بصیرت افروز بیان فرمایا۔ نیز ڈاکٹر طاہر عزیز احمد صاحب شہید اور ڈاکٹر افتخار احمد صاحب شہید کی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

دنیا بھر کے مختلف علاقوں میں مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے احباب کے استفادہ کے لیے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ و خطابات کا باقاعدگی کے ساتھ اردو کے علاوہ سات زبانوں میں رواں ترجمہ ......باقی صفحہ نمبر 02 پر......

کلام الامام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

روزہ: ’’پھر تیسری بات جو اسلام کا رُکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالَم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہیے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو رُوح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لیے روزے رکھتے ہیں اور نِرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا اُنہیں مِل جاوے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اخلاص و وفا کے پیکر بعض بدری اصحابِ رسول ﷺ کی سیرت مبارکہ کا دلنشین تذکرہ،

مکرمہ صاحبزادی صبیحہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جمعہ کے بعد نمازِ جنازہ غائب

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03؍ مئی 2019ء بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، یوکے

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 03؍ مئی 2019ء کو مسجد بیت الفتوح مورڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم فیروز عالم صاحب کے حصہ میں آئی۔ تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج جن بدری صحابہ کا ذکر کروں گا ان میں پہلا نام ہے حضرت عبید بن ابوعبید انصاری اوسیؓ۔ آپؓ قبیلہ اوس کے خاندان بنو امیّہ سے تعلق رکھتے تھے۔ غزوۂ بدر، احد اور خندق میں شامل ہوئے۔

دوسرے صحابی جن کا ذکر ہے وہ حضرت عبداللہ بن نعمان بن بلدمہ ہیں۔ آپ قبیلہ خزرج کے خاندان بنو خُنَاس سے تھے۔ آپؓ اور حضرت قتادہؓ چچازاد بھائی تھے۔ آپؓ کو غزوہ بدر اور احد میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔

اگلا ذکر حضرت عبداللہ بن عمیرؓ کا ہے۔ ابنِ ہشام نے آپ کا قبیلہ بنو جِدارہ، جبکہ ابنِ اسحٰق نے بنو حارثہ بیان کیا ہے۔

اس کے بعد حضورِ انور نے حضرت عبداللہ بن کعبؓ کا ذکر فرمایا۔ آپؓ قبیلہ بنو مازِن سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؓ کے والد کعب بن عمرو اور والدہ رباب بنت عبداللہ تھیں۔ آنحضور ﷺ نے آپؓ کو غزوۂ بدر میں اموالِ غنیمت پر نگران مقرر فرمایا۔ دیگر مواقع پر بھی آپؓ کو اموالِ خُمس پر نگران بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپؓ غزوۂ خندق کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپؓ نے 33 ہجری میں وفات پائی؛ اور نمازِ جنازہ حضرت عثمانؓ نے پڑھائی۔ ......باقی صفحہ نمبر 02 پر......

اس شمارہ میں:

☆... نئی بستی مسیحا کی بسائی جارہی ہے (منظوم) (02) ☆... سیرت النبی ﷺ بیان فرمودہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ (قسط نمبر 3) (03) ☆... سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (قسط دوم آخر) (04) ☆... خطبہ جمعہ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26؍ اپریل 2019ء (05) ☆... سیرالیون کے۔ کونو۔ KONO ریجن میں مسجد کا افتتاح (10) ☆... ناروے کے قومی دن پر لجنہ اماء اللہ کا سالانہ تبلیغی پروگرام (10) ☆... جماعت احمدیہ کینیڈا کی 43 ویں مجلس شوریٰ (2019ء) کا انعقاد (10) ☆... خطبہ نکاح فرمودہ امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (11) ☆... احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن یوکے کی ورکشاپ (11) ☆... پریس ریلیز (12) ☆... مسائل رمضان المبارک از ارشادات امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (قسط نمبر 2) (13) ☆... خلفائے سلسلہ کی واقفینِ نَو سے توقعات (15) ☆... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں والدین اور انتظامیہ کے لیے چند اصولی ہدایات (17) ☆... احمدیت کے علمبردار دو گروہوں کے صدی کے سفر کا تقابلی جائزہ (قسط نمبر 3) (18) ☆... نمازِ جنازہ حاضر و غائب (19) ☆... الفضل ڈائجسٹ (22) ☆... شیڈیول ایم ٹی اے (23) ☆... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اجتماع واقفینِ نو یوکے سے خطاب کا اردو ترجمہ (24)

@alfazlintl

نائب مدیر: فرخ راحیل مینیجر: طاہر مہدی امتیاز احمد www.alfazl.org مضامین و آراء کے لیے: info@alfazlintl.org خریداری و اشتہارات کے لیے: manager@alfazlintl.org 22 Deer Park Road SW19 3TL London UK

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ............از صفحہ نمبر 1

پھر حضورِ انور نے حضرت عبد اللہ بن قیسؓ کا ذکر فرمایا جن کا تعلق بنونجار سے تھا۔ آپؓ غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق آپؓ احد میں شہید ہوئے جبکہ ایک دوسری روایت میں آپؓ کے تمام غزوات میں شریک ہونے اور حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں وفات پانے کا ذکر ہے۔

اگلا ذکر حضرت سلمہؓ بن اسلم کا تھا۔ ان کا تعلق بنو حارثہ بن حارث سے تھا۔ آپؓ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوہ بدر میں صائب بن عبید اور نعمان بن عمرو کو قید کیا۔ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جنگِ جسر میں شہید ہوئے۔ بوقتِ وفات آپؓ کی عمر کم و بیش 38 برس تھی۔ غزوۂ بدر میں آنحضور ﷺ کے معجزات کے ضمن میں بیان ہے کہ سلمہؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضور ﷺ نے کھجور کی چھڑی دیتے ہوئے فرمایا اس سے لڑائی کرو۔ آپؓ کے ہاتھ میں آتے ہی وہ چھڑی بہترین تلوار بن گئی اور بعد میں ہمیشہ وہ آپؓ کے پاس رہی۔ غزوۂ خندق میں آپؓ کو دو سو آدمیوں پر نگران مقرر کیا گیا تھا۔

حضورِ انور نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے حوالے سے قریشِ مکّہ بالخصوص ابوسفیان کی طرف سے آنحضرت ﷺ کے قتل کی سازش کے واقعے کی تفصیل بیان فرمائی۔ قاتل کی گرفتاری اور قتل کی سازش کے بے نقاب ہونے پر آپؐ نے دو صحابہ عمروؓ بن امیہ ضمری اور سلمہؓ بن اسلم کو اس حربی دشمن کے خاتمے کے لیے مکّے بھجوایا۔ اہلِ مکّہ کو ان کی آمد کی اطلاع ہوگئی، یہ دونوں صحابہ جان بچا کر واپس آرہے تھے کہ انہیں قریش کے دو جاسوس مل گئے۔ جن میں سے ایک مارا گیا اور ایک کو یہ قید کر کے مدینے لے آئے۔ صلح حدیبیہ میں سلمہ بن اسلمؓ کو آہنی خود پہن کر آنحضور ﷺ کے پاس پہرہ دینے کی سعادت ملی۔

اس کے بعد حضورِ انور نے حضرت عقبہ بن عثمانؓ کا ذکر فرمایا۔ بعد ازاں حضورِ انور نے حضرت عبد اللہ بن سہلؓ کا ذکر فرمایا۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو زعوراء سے تھا۔ آپؓ غزوہ بدر اور احد میں اپنے بھائی رافع کے ساتھ شامل ہوئے اور جنگِ خندق میں شہادت پائی۔ غزوۂ حمراء الاسد میں اپنے بھائی رافع کے ہمراہ زخمی ہونے کی حالت میں نہایت تکلیف اٹھا کر شریک ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے دونوں بھائیوں کے لیے دعائے خیر کی۔

حضورِ انور نے جنگِ احد سے واپسی پر غزوۂ حمراء الاسد کی تفصیل حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے حوالے سے بیان فرمائی۔ مدینے میں وہ بہت خوف کی رات تھی۔ صبح ہوئی تو پتا چلا کہ قریش کا لشکر مدینے سے چند میل کے فاصلے پر ٹھہرا ہوا، مدینے پر فیصلہ کُن حملے کے لیے مشاورت کر رہا تھا۔ آپؐ احد کے زخمی صحابہ کے ہمراہ ایک جوش کے ساتھ، فاتح لشکر کی طرح قریش کے تعاقب کے لیے روانہ ہوئے۔ قبیلہ خزاعہ کے مشرک رئیس معبد کے ذریعے قریش کو مسلمانوں کے زبردست جوش کا علم ہوا تو وہ مرعوب ہوئے اور مدینے پر حملے کا ارادہ ترک کر کے فوراً مکہ روانہ ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ کو لشکرِ قریش کے یوں بھاگ نکلنے کی اطلاع ملی تو آپؐ نے خدا کا شکر کیا اور فرمایا کہ یہ خدا کا رعب ہے جو اس نے کفّار کے دلوں پر مسلّط کر دیا۔

حضورِ انور نے اس کے بعد حضرت عتبہؓ بن ربیعہ کا ذکر فرمایا۔ ابنِ اسحٰق کے نزدیک آپؓ قبیلہ بنو لوذان کے حلیف تھے۔ اور ان کا تعلق قبیلہ بہراء سے تھا۔ بعض کے نزدیک آپؓ قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ انہیں غزوہ بدر اور احد میں شرکت کی توفیق ملی۔ ابنِ حجر کے مطابق جنگِ یرموک میں شامل امرا میں ایک نام عتبہ بن ربیعہ کا بھی ملتا ہے اور وہ یہی صحابی ہیں۔ حضورِ انور نے تیرہ ہجری میں ہونے والی اس جنگ کی تفاصیل بیان فرمائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کئی صحابہ کی قیادت میں جنگی دستے ملکِ شام کی طرف روانہ فرمائے۔ ہرقل خود چل کر حمص آیا اور رومیوں کا بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ مسلمانوں میں سے بعض اتنے ایمان والے بھی نہیں تھے۔ حضرت عمروؓ بن عاص نے ہدایت دی کہ تم سب ایک جگہ جمع ہو جاؤ کیونکہ جمع ہونے کی صورت میں قلّت کے باوجود تمہیں مغلوب کرنا آسان نہیں ہوگا۔ یہی مشورہ مسلمانوں کو حضرت ابوبکرؓ نے بھی بھجوایا۔ صفر 13/ ہجری سے لے کر ربیع الثانی تک مسلمانوں نے رومی لشکر کا محاصرہ کیا۔ تاہم مسلمانوں کو اس دوران کامیابی نہیں ملی۔ حضرت ابوبکرؓ کے حکم پر خالدؓ بن ولید عراق سے بطور کمک یرموک پہنچے۔ رومیوں کے لشکر کی تعداد دو لاکھ یا دو لاکھ چالیس ہزار کے قریب بیان کی جاتی ہے۔ اس کے مقابل پر مسلمانوں کے لشکر کی تعداد سینتیس ہزار سے چالیس ہزار تک بیان کی جاتی ہے۔ اس جنگ میں ایک لاکھ سے زائد رومی فوجی ہلاک ہوئے اور کُل تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ ان شہدا میں حضرت عکرمہؓ بن ابو جہل بھی تھے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج جن صحابہ کا ذکر تھا وہ یہی ہے اب شاید اگلے ذکر رمضان کے بعد ہی ہوں گے۔

آخر میں حضورِ انور نے مکرمہ صاحبزادی صبیحہ بیگم صاحبہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ آپ 30/ اپریل کو نوے برس کی عمر میں طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی نواسی، حضرت مرزا رشید احمد صاحب کی بیٹی، حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت امِّ ناصر کے بیٹے صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب کی اہلیہ تھیں۔ حضورِ انور نے فرمایا اس رشتے سے میری ممانی بھی تھیں۔ حضرت اماں جانؓ نے ربوہ میں اپنے خاندان کی جس آخری شادی میں شمولیت فرمائی وہ ان کی شادی تھی۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بیگم حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ کی بڑی بہن تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اِن دونوں بہنوں کے حوالے سے ایک موقع پر فرمایا کہ یہ اچھا خاندان ہے۔ اس گھرانے سے دو بہنیں میری بہوئیں ہیں جو بہت پیار کرنے والی اور خاندان کو جوڑنے والی ہیں۔ آپ نہایت سادہ، غریب پرور اور مستحقین کی ہمدرد تھیں؛ ان کی باتیں سن کر آب دیدہ ہو جایا کرتی تھیں۔

ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنی والدہ کی نیکیاں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپس میں بھی محبت اور پیار سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جماعت اور خلافت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔ آمین

☆...☆...☆

بقیہ: مصروفیات حضورِ انور............از صفحہ نمبر 1

ایم ٹی اے پر براہِ راست نشر کیا جاتا ہے۔ ان زبانوں میں عربی، انگریزی، بنگلہ، جرمن، فرنچ، سواحیلی اور انڈونیشین شامل ہیں۔ جبکہ ایم ٹی اے افریقہ پر الگ سے انگریزی کے افریقی لہجہ (accent) میں بھی ترجمہ نشر کیا جاتا ہے۔

☆...**12/ مئی بروز اتوار:** حضور انور نے آج نمازِ ظہر سے قبل مسجد مبارک اسلام آباد کے باہر تشریف لا کر مکرم خالد محمود ملک صاحب (اپر مچم جماعت) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ نیز 7 نماز جنازہ غائب بھی پڑھائے۔

ملاقات حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس ہفتہ کے دوران حضورِ انور نے پانچ روز دفتری جبکہ چھ روز ذاتی ملاقاتیں فرمائیں۔ متعدد افسرانِ صیغہ جات، جماعتی اخبارات و جرائد کے مدیران، ذیلی تنظیموں کے صدور، مربیانِ سلسلہ اور دیگر احباب نے حضورِ انور سے اپنی دفتری ملاقاتوں میں ہدایات اور رہنمائی حاصل کی۔

☆...اس عرصہ کے دوران 112/ فیملیز اور 63/ احباب نے انفرادی طور پر حضورِ انور سے شرفِ ملاقات کی سعادت پائی۔ اپنے آقا سے ملاقات کے لیے حاضر ہونے والے ان احبابِ جماعت کا تعلق 16/ ممالک سے تھا جن میں امریکہ، کینیڈا، جاپان، جرمنی، ہالینڈ، سویڈن، ناروے، فن لینڈ، سوئٹزر لینڈ، بیلجیم، آئرلینڈ، انڈونیشیا، انڈیا، پاکستان، یوکے اور عرب کا ایک ملک شامل ہیں۔

اَللّٰھُمَّ أَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ
وَکُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

☆...☆...☆

نئی بستی مسیحا کی بسائی جا رہی ہے

کہیں پر نور سے دھرتی سجائی جا رہی ہے
ندائے حق نئے رخ سے سنائی جا رہی ہے
میرے آقا کی ہجرت میں عجب اک سادگی ہے
یہ نبیوں کی ہے سنت جو نبھائی جا رہی ہے

ستارے آسماں سے راہ میں بچھنے کو آئے
قمر بھی دیکھ کر اس کو نظر نا پھیر پائے
میرے مسرور کی اک دید کا منظر یوں سمجھو
شرابِ عشق ہے، یکسر پلائی جا رہی ہے

وسیع کرنا مکاں کا باعثِ برکت ہو مولیٰ
خلافت کی معیت میں تری رحمت ہو مولیٰ
میری یہ روح رقصِ شکر میں کیوں محو نہ ہو
نئی بستی مسیحا کی بسائی جا رہی ہے

(سلمان قمر)

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل** کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

قسط نمبر 3

باب سوم

اخلاق پر مجموعی بحث:

پیشتر اس کے کہ میں آنحضرت ﷺ کے اخلاقِ پاکیزہ کا فرداً فرداً ذکر کروں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون پر ایک مجموعی حیثیت سے بھی روشنی ڈالوں جس سے پڑھنے والے کو پہلے ہی سے تنبیہ ہوجائے کہ کس طرح آپؐ ہر پہلو سے کامل تھے اور اخلاق کی تمام شاخوں میں آپؐ دوسروں کی نسبت بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ اس بات کے مفصل ثبوت کے لیے تو انسان کو احادیث کا مطالعہ کرنا چاہیے کیونکہ جب آپؐ کا سلوک صحابہؓ سے اور ان کا عشق آپؐ سے دیکھا جائے تو بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے۔

مرحبا احمدؐ مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

لیکن اس جگہ میں مختصراً یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عرب ایک وحشی قوم تھی اور وہ کسی کی اطاعت کرنا حتی الوسع عار جانتی تھی اور اسی لیے کسی ایک بادشاہ کے ماتحت رہنا انہیں گوارہ نہ تھا بلکہ قبائل کے سردار عوام سے مشورہ لے کر کام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قیصرو کسریٰ کی حکومتیں ان کے دونوں طرف پھیلی ہوئی تھیں لیکن ان کی وحشت اور آزادی کی محبت کو دیکھ کر وہ بھی عرب کو فتح کرنے کا خیال نہ کرتی تھیں۔ عمرو بن ہند جیسا زبردست بادشاہ جس نے اردگرد کے علاقوں پر بڑا رعب جمایا ہوا تھا وہ بھی بدوی قبائل کو روپیہ وغیرہ سے بمشکل اپنے قابو میں لاسکا اور پھر بھی یہ حالت تھی کہ ذرا ذرا سی بات پر وہ اسے صاف جواب دے دیتے تھے اور اس کے منہ پر کہہ دیتے تھے کہ ہم تیرے نوکر نہیں کہ تیری فرمانبرداری کریں چنانچہ لکھا ہے کہ عمرو بن ہند نے اپنے سرداروں سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ جس کی ماں میری ماں کی خدمت کرنے سے عار کرے۔ اس کے مصاحبوں نے جواب دیا کہ ایک شخص عمرو بن کلثوم ہے اور عرب قبیلہ بنی تغلب کا سردار ہے۔ اس کی ماں بے شک آپ کی ماں کی خدمت سے احتراز کرے گی اور اسے اپنے لیے عار سمجھے گی جس پر بادشاہ نے ایک خط لکھ کر عمرو بن کلثوم کو بلوایا اور لکھا کہ اپنی والدہ کو بھی ساتھ لیتے آنا کیونکہ میری والدہ اسے دیکھنا چاہتی ہے۔ عمرو بن کلثوم اپنی والدہ اور چند اَور معزز خواتین کو لے کر اپنے ہمراہیوں سمیت بادشاہ کے خط کے بموجب حاضر ہوگیا بادشاہ کی والدہ نے حسب مشورہ اس کی والدہ سے کچھ کام لینا تھا۔ دونوں زنان خانہ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ والدہ شاہ نے کسی موقع پر سادگی کے ساتھ کہہ دیا کہ ذرا فلاں قاب مجھے اٹھادو۔ عمرو بن کلثوم کی والدہ لیلیٰ نے جواب دیا کہ جسے ضرورت ہو خود اٹھالے۔ اس پر والدہ شاہ نے مکرّر اصرار کیا لیکن لیلیٰ نے بجائے اس حکم کی تعمیل کے زور سے نعرہ مارا کہ وَاذِلَّاهُ یَا بَنِی تَغْلَبَ !! اے بنی تغلب! دوڑو کہ تمہاری ذلت ہوگئی ہے۔ اس آواز کا سننا تھا کہ اس کے بیٹے عمرو بن کلثوم کی آنکھوں میں تو خون اتر آیا۔ بادشاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا گھبرا اٹھا۔ چونکہ اپنے پاس تو کوئی ہتھیار نہ تھا ادھر ادھر دیکھا۔ بادشاہ کی تلوار کھونٹی کے ساتھ لٹک رہی تھی اس کی طرف جھپٹا اور تلوار میان سے نکال کر ایک ہی وار سے بادشاہ کا سر اڑا دیا لیکن اس سے بھی جوش انتقام نہ اترا۔ باہر نکل کر سپاہیوں کو حکم دیا کہ شاہی مال ومتاع لوٹ لو۔ بادشاہ کی سپاہ تو غافل تھی اس کے سنبھلتے سنبھلتے لُوٹ لاٹ کر صفایا کر دیا اور اپنے وطن کی طرف چلا آیا۔ چنانچہ اپنے ایک قصیدہ میں اس شاعر نے عمرو بن ہند کو مخاطب کر کے اپنے آزاد ہونے کا ذکر یوں کیا ہے:

اَبَا هِنْدٍ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْنَا
وَاَنْظِرْنَا نُخَبِّرْكَ الْيَقِيْنَا

اے ابا ہند تو ہمارے معاملہ میں جلدی نہ کر
اور ہمیں ڈھیل دے ہم تجھے یقینی بات بتائیں گے

بِاَنَّا نُوْرِدُ الرَّايَاتِ بِيْضًا
وَنُصْدِرُهُنَّ حُمْرًا قَدْ رَوِيْنَا

وہ یہ کہ ہم سفید جھنڈوں کے ساتھ جنگ میں جاتے ہیں
اور جب واپس آتے ہیں تو وہ جھنڈے خون سے سرخ وسیراب ہوتے ہیں

وَاَيَّامٍ لَنَا غُرٍّ طِوَالٍ
عَصَيْنَا الْمَلِكَ فِيْهَا اَنْ نَدِيْنَا

اور بہت سے ہمارے مشہور اور دراز معرکے ہیں
کہ ہم نے ان میں بادشاہ کی نافرمانی کی تا اس کے مطیع نہ ہوجائیں

وَرِثْنَا الْمَجْدَ قَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ
نُطَاعِنُ دُوْنَهٗ حَتّٰى يَبِيْنَا

عرب جانتے ہیں کہ ہم بزرگی کے وارث ہیں
اپنے شرف کے لیے لڑتے ہیں تاکہ وہ ظاہر ہوجائے

اَلَا لَا يَعْلَمُ الْاَقْوَامُ اَنَّا
تَضَعْضَعْنَا وَاَنَّا قَدْ وَنِيْنَا

خبردار تو ہمیں یہ نہ سمجھ کہ ہم
کمزور اور سست وکاہل ہوگئے ہیں

اَلَا لَا يَجْهَلَنْ اَحَدٌ عَلَيْنَا
فَنَجْهَلَ فَوْقَ جَهْلِ الْجَاهِلِيْنَا

خبردار کوئی ہم پر جہالت سے ظلم نہ کرے
ورنہ ہم ظالموں کے ظلم کا سخت بدلہ دیں گے

بِاَيِّ مَشِيْئَةٍ عَمْرَو بْنَ هِنْدٍ
نَكُوْنُ لِقَيْلِكُمْ فِيْنَا قَطِيْنَا

کس وجہ سے عمرو بن ہند تو چاہتا ہے
کہ ہم تیرے گورنر کے فرمانبردار ہوجائیں

تُهَدِّدُنَا وَتُوْعِدُنَا رُوَيْدًا
مَتٰى كُنَّا لِاُمِّكَ مَقْتَوِيْنَا

تو ہمیں ڈراتا ہے اور دھمکاتا ہے جانے بھی دے
ہم تیری ماں کے خادم کب ہوئے تھے

فَاِنَّ قَنَاتَنَا يَا عَمْرُو اَعْيَتْ
عَلَى الْاَعْدَاءِ قَبْلَكَ اَنْ تَلِيْنَا

اے عمرو ہمارے نیزوں نے انکار کیا ہے
تجھ سے پہلے بھی کہ دشمنوں کے لیے نرم ہوجائیں

(''سبعہ معلقات'' قصیدہ پنجم از عمرو بن کلثوم صفحہ 37 تا 44 مطبع سعیدی کراچی ناشر محمد سعید اینڈ سنز)

ان اشعار کو دیکھو کس جوش کے ساتھ وہ بادشاہ کو ڈانٹتا ہے اور اپنی آزادی میں فرق آتا نہیں دیکھ سکتا۔ جو حال بنی تغلب کا ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے وہی حال قریباً قریباً سب عرب کا تھا اور خصوصاً قریش مکہ تو کسی کی ماتحتی کو ایک دم کے لیے بھی گوارہ نہیں کرسکتے تھے کیونکہ انہیں کعبہ کی ولایت کی وجہ سے جو حکومت کل قبائل عرب پر تھی اس کی وجہ سے ان کے مزاج دوسرے عربوں کی نسبت زیادہ آزاد تھے بلکہ وہ ایک حد تک خود حکومت کرنے کے عادی تھے اس لیے ان کا کسی شخص کی حکومت کا اقرار کرلینا تو بالکل امر محال تھا یہ وہ قوم تھی کہ جس میں رسول کریم ﷺ کا ظہور ہوا اور پھر ایسے رنگ میں کہ آپ نے ان کی ایک نہیں دو نہیں تمام رسوم وعادات بلکہ تمام اعتقادات کا قلع قمع کرنا شروع کیا جس کے بدلہ میں ان کے دلوں میں آپؐ کی نسبت جو کچھ بغض وکینہ ہوگا وہ آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

مگر آپؐ کے اخلاق کو دیکھو کہ ایسی آزاد قوم باوجود ہزاروں کینوں اور بغضوں کے جب آپؐ کے ساتھ ملی ہے اسے اپنے سرپیر کا ہوش نہیں رہا وہ سب خودسری بھول گئی اور آپؐ کے عشق میں کچھ ایسی مست ہوئی کہ آزادی کے خیال خواب ہوگئے۔ اور یا تو کسی کی ماتحتی کو برداشت نہ کرتی تھی یا آپؐ کی غلامی کو فخر سمجھنے لگی۔ اللہ اللہ! بڑے بڑے خونخوار اور وحشی عرب مذہبی جوش سے بھرے ہوئے قومی غیرت سے دیوانہ ہوکر آپؐ کے خون کے پیاسے ہوکر آپؐ کے پاس آتے تھے اور ایسے رام ہوتے تھے کہ آپ ہی کا کلمہ پڑھنے لگ جاتے۔ حضرت عمرؓ جیسا تیز مزاج گھر سے یہ تہیہ کر کے نکلا کہ آج اس مدعی نبوت کا خاتمہ ہی کر کے آؤں گا۔ غصہ سے بھرا ہوا تلوار کھینچے ہوئے آپؐ کے پاس آتا ہے لیکن آپؐ کی نرمی اور وقار وسکینت اور اللہ تعالیٰ پر ایمان دیکھ کر آپ کو قتل تو کیا کرنا تھا خود اپنے نفس کو قتل کر کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوگیا۔ کیا کوئی ایک نظیر بھی دنیا میں ایسی معلوم ہوتی ہے کہ جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ ایسی آزاد اور خونخوار قوم کو کسی نے ایسا مطیع کیا ہو اور وہ اپنی آزادی چھوڑ کر غلامی پر آمادہ ہوگئی ہو اور ہر قسم کی فرمانبراری کے نمونے اس نے دکھائے ہوں۔ اگر کوئی ایسی قوم پائی جاتی ہو تو اس کا نشان وپتہ ہمیں بتاؤ تا ہم بھی تو اس کے حالات سے واقف ہوں۔ لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی مصلح ایسے وسیع اخلاق لے کر دنیا میں نہیں آیا جیسا کہ ہمارا آقا ﷺ اور اس لیے کسی مصلح کی جماعت نے ایسی فدائیت نہیں دکھائی جیسے ہمارے آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ نے چنانچہ بخاری شریف میں صلح حدیبیہ کے واقعات میں مسور ابن مخرمہ کی روایت ہے کہ جب آپ حدیبیہ میں ٹھہرے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تھوکتے تھے تو صحابہؓ اچک کر آپؐ کا تھوک اپنے منہ اور ہاتھوں پر مل لیتے تھے اور جب وضو کرنے لگتے تو وضو کے بچے ہوئے پانی کے لینے کے لیے اس قدر لڑتے کہ گویا ایک دوسرے کو قتل کردیں گے۔ اور جب آپؐ کوئی حکم دیتے تھے تو ایک دوسرے کے آگے بڑھ کر اس کی تعمیل کرتے اور جب آپ بولنے لگتے تو سب اپنی آوازوں کو نیچا کر لیتے اور صحابہؓ کے اس اخلاص اور محبت کا ان ایلچیوں پر جو گفتگو کے لیے آئے تھے ایسا اثر پڑا کہ انہوں نے اپنی قوم کو واپس جا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپؐ کی مخالفت سے باز آجائیں۔

اسی طرح بخاری میں لکھا ہے کہ جنگ احد پر جانے کے متعلق جب آپؐ نے انصارؓ سے سوال کیا تو سعد بن عبادہؓ نے آپؐ کو جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہم حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح کہہ دیں کہ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدہ: 25) یعنی تو اور تیرا رب جاؤ اور دونوں دشمنوں سے لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ خدا کی قسم! ہم تیرے آگے بھی اور پیچھے بھی اور دائیں بھی اور بائیں بھی تیرے دشمنوں سے مقابلہ کریں گے۔ اے چشم بصیرت رکھنے والو! اے فہم دل رکھنے والو خدارا ذرا اس جواب کا اس جواب سے مقابلہ تو کرو جو حضرت موسیٰ کو ان کی امت نے دیا اور اس عمل سے بھی مقابلہ کرو جو حواریوں سے حضرت مسیحؑ کے گرفتار ہونے کے وقت سرزد ہوا۔ اور پھر بتاؤ کہ کیا اس قربانی اس فدائیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہمارا رسول ﷺ ایسے اخلاق رکھتا تھا کہ جن کی نظیر دنیاوی بادشاہوں میں تو خیر تلاش کرنی ہی فضول ہے دینی بادشاہوں یعنی نبیوں میں بھی نہیں مل سکتی۔ اور اگر کوئی نبی ایسے اخلاق رکھتا تو ضرور اس کی امت بھی اس پر اس طرح فدا ہوتی جس طرح آپؐ پر۔

مگر اس اخلاق کے مقابلہ کے ساتھ عربوں کی آزادی کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔ اس موقع پر میں ایک اور نظیر دینی بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جس سے مردوں کے علاوہ عورتوں کے اخلاص کا نمونہ بھی ظاہر ہوجائے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاكَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ مِنْ اَهْلِ خِبَاءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ يَذِلُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلُ خِبَاءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ يَعِزُّوْا اَهْلِ خِبَائِكَ (بخاری کتاب المناقب باب ذکر ہند بنت عتبہ) یعنی ہند بنت عتبہ آئی اور اس نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ روئے زمین پر کوئی خیمہ والا نہ تھا جس کی نسبت میں آپ سے زیادہ ذلت کی خواہشمند ہوں اور اب روئے زمین پر کوئی گھر والا نہیں جس کی نسبت میں آپ کے گھر والوں سے زیادہ عزت کی خواہشمند ہوں۔ اس عورت کی طرف دیکھو یا تو وہ بغض تھا یا ایسی فریفتہ ہوگئی اور اس کی وجہ سوائے ان اخلاق کریمہ اور اس نیکی اور تقویٰ کے کیا تھی جو آپ میں پائے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کی یہی وجہ بیان فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں لکھا ہے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْكُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران: 160) غرض کہ ان اخلاق حسنہ کا ایسا نیک اثر پڑا کہ ایک ایک کر کے تمام عرب قبیلے آپ کی خدمت میں آحاضر ہوئے۔ بھلا اس واقعہ کا عمرو بن ہند کے واقعہ سے مقابلہ تو کر کے دیکھو ''ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا''۔ .... (باقی آئندہ)

سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(مرزا طلحہ احمد بشیر۔ ربوہ پاکستان)

(قسط دوم آخر)

آپ علیہ السلام نے اپنے تمام عزیزوں اور رشتہ داروں کے حقوق اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ادا کیے۔ والدین کا بہت زیادہ ادب کرتے تھے۔ والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تو سر جھکا کر سامنے زمین پر ہی بیٹھ جایا کرتے۔ والدین کے فرمانبردار بیٹے تھے۔ فرمانبرداری کا یہ عالم تھا کہ دنیاوی کاموں سے سخت بیزاری کے باوجود آپؑ نے اپنے والد صاحب کی مرضی کے مطابق پرانے خاندانی مقدمات کی پیشیوں میں حاضری لگائی ہے اور لمبا عرصہ باوجود ناپسندیدگی کے سیالکوٹ میں ملازمت کی ہے۔

آپؑ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت نصرت جہاں صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضرت اماں جان) سے بھی کیا خوب محبت کا تعلق قائم فرمایا۔ آپؑ کے جذبات کا مکمل خیال رکھا کرتے تھے اور ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ آپؓ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی لینے کے لیے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی حویلی میں جایا کرتی تھیں جہاں ایک کنواں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ اس کنویں سے رات 9 بجے کے قریب گرمیوں کے موسم میں پانی لینے گئیں۔ آپ کے ساتھ بیگم حضرت ملک غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ اس دوران باتوں باتوں میں حضرت اماں جان کسی بات پر ہنسیں۔ حضرت مرزا سلطان احمد کی اہلیہ نے جب آپ کے ہنسنے کی آواز سنی تو ان کو یہ بات پسند نہ آئی اور کہنے لگیں کہ اگر ایسی بات ہے تو گھر میں کنواں کیوں نہیں لگا لیتیں؟ یہ بات سن کر حضرت اماں جان نہایت غمگین ہو کر گھر واپس آگئیں۔ جب حضرت صاحب کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ علیہ اسلام نے اسی وقت حضرت ملک غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر (جن کا مکان قریب ہی تھا) فرمایا کہ ابھی مرزا محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس جائیں اور کہیں کہ دو چار کھودنے والوں کو بلایا جائے۔ چنانچہ رات کے دس بجے پار کھودنے والے آگئے اور صبح تک آٹھ سے نو فٹ تک کنواں کھود دیا گیا۔ بعد میں ایک آدمی بٹالہ سے اینٹیں لینے بھی بھیجا گیا اور جلد سے جلد کام کروا کر یہ کنواں 15 دن کے اندر اندر تیار کر دیا گیا (الحکم 28 اپریل 1935 صفحہ 4)۔

الغرض حضور علیہ السلام حضرت اماں جان کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھا کرتے تھے اور ہر تکلیف کو فوری دور کرنے کی کوشش کرتے۔ اسی طرح بیماری میں انتہائی شفقت اور محبت سے آپ کی تیمارداری فرمایا کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت اماں جان بیمار تھیں اور حضرت اقدس تیمارداری فرماتے کھڑے دوائی پلا رہے تھے اور حالت اضطراب میں حضرت اماں جان کہہ رہی تھیں ہائے میں تو مرجاؤں گی آپ کا کیا ہے بس اب میں مرچلی ہوں تو حضرت نے آہستہ سے فرمایا ”تو تمہارے بعد ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے؟“ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ، موٗلف حضرت شیخ محمود احمد عرفانی و حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی، صفحہ 394)۔

آپؑ کی بات کو بڑی عزت دیا کرتے تھے یہاں تک کہ جو خادمائیں آپ کے گھر کام کرنے آیا کرتی تھیں وہ یہ کہا کرتی تھیں کہ ”مرجا بیوی دی گل بڑی مندا ہے“ (سیرت حضرت مسیح موعود، موٗلف حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی، صفحہ 400)۔ بیوی سے سختی کو ناپسند فرمایا کرتے تھے اور گھر میں بھی یہ ہی معمول تھا کہ کبھی سختی نہیں کی۔

بچوں سے بہت پیار کیا کرتے تھے اور ان کی ساری جائز خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ بچوں کی تربیت کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے جس کے سبب بعض مرتبہ سختی بھی کی ہے مگر بدنی سزا کے سخت مخالف تھے۔ اگر کسی استاد کو ایسا کرتے دیکھتے تو یہ اس کی ناکامی سمجھتے۔ ان کو سمجھانے کے لیے آپ علیہ السلام کا اپنا طریق ہمیشہ پیار اور شفقت والا ہوا کرتا تھا۔ بعض مرتبہ بچوں کو کہانیاں بھی سنایا کرتے تھے مگر اس میں بھی ان کی تربیت کو مدنظر رکھتے۔ بچوں کے بچپنے سے کبھی تنگ نہ آتے بلکہ اکثر اوقات بچے آپ کے اردگرد جمع ہو جایا کرتے اور کھیلتے یا آپ کو کہانیاں سناتے اور آپ بغیر تنگ آئے گھنٹوں ان کی یہ باتیں سنتے۔ بچوں کو پیار سے چھیڑا بھی کرتے تھے۔ کبھی کسی بچہ کا پہنچہ پکڑ لیا اور کوئی بات نہ کی خاموش ہو رہے یا بچہ لیٹا ہوا ہو تو اس کا پاؤں پکڑ کر اس کے تلوے کو سہلانے لگے۔ پس ایسا تھا ہمارا پیارا مسیح جس کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں پوری دنیا کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا مگر ان تمام ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر عائد کیں، آپ بچوں کی خوشیوں میں بھی برابر کے شریک ہو جایا کرتے تھے۔

غرض یہ کہ آپ علیہ السلام ہر لحاظ سے ایک انتہائی شفیق باپ تھے اور یہ سب اپنے خدا کی رضا پانے کے لیے تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اولاد کی نعمت سے نوازا تو اس فضل پر خدا کے حضور ہمیشہ شکرگزار رہے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اولاد کی وفات کے غم سے آزمایا تو تب بھی آپ نے انتہائی صبر و شکر سے اپنے رب کی اس مرضی کے آگے اپنا سر جھکا دیا۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ”آپ بچوں کی خبرگیری اور پرورش اس طرح کرتے تھے۔ کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہو گی۔ اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمارداری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں۔ مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اور خدا کے لیے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مدنظر ہے۔ آپ کی پلوٹھی بیٹی عصمت لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی۔ آپؑ اس کے علاج میں یوں دوادہی کرتے کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے۔ اور ایک دنیادار دنیا کی عرف و اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر نہیں سکتا۔ مگر جب وہ مر گئی۔ آپ یوں الگ ہو گئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی“۔ (سیرت حضرت مسیح موعود، موٗلف حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی، صفحہ نمبر 364)

رشتہ داروں کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے تمام دوستوں اور ماننے والوں کا بھی بہت خیال رکھا کرتے تھے اور آپ کی ذات تمام لوگوں کے لیے ایک پُرشفقت سایہ تھی۔ آپ ہر ایک سے پیار کرتے۔ ہر ایک کو چاہے وہ امیر ہو یا غریب، چھوٹا ہو یا بڑا بے حد عزت دیا کرتے تھے۔ آپ ہر ایک سے اتنی خوشی سے ملتے اور سب کے ساتھ اتنا اچھا رویہ ہوتا کہ تمام صحابہ یہی سمجھا کرتے تھے کہ آپ علیہ السلام سب سے زیادہ ان سے محبت کرتے ہیں۔ آپ ان تمام لوگوں کی، جن سے آپ کا تعلق تھا اور تمام لوگ جو قادیان آپ کے پاس آیا کرتے تھے، پسند ناپسند کا خیال رکھا کرتے تھے۔ کھانا آپ سادہ کھایا کرتے تھے مگر جو بھی مہمان آتا آپ اس کی پسند اور عادت کے مطابق کھانا تیار کرواتے۔ جب کوئی مہمان آتا تو موسم کے مطابق اسے ٹھنڈا گرم پوچھا کرتے تھے۔ مہمانوں کی بہت ہی عزت کیا کرتے۔ بعض مرتبہ مہمانوں کی عادات کے مطابق قادیان سے باہر سے بھی چیزیں منگوا کر پیش کی ہیں۔ تمام مہمانوں کا بے حد احترام کیا کرتے تھے اور ہمیشہ یہی کوشش ہوتی کہ کسی بھی مہمان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور عبدالرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک مکھی پر پڑی۔ چونکہ مجھے مکھی سے طبعاً نفرت ہے، میں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گزری تو اس نے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ لو حضرت صاحب نے اپنا تبرک دے دیا ہے۔ اس وقت مسجد میں سید عبدالجبار صاحب بھی جو گزشتہ ایام میں کچھ عرصہ بادشاہ سوات بھی رہے ہیں موجود تھے، چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے (سیرت المہدی حصہ دوم، صفحہ 309)۔ پس حضور علیہ السلام اس حد تک مہمانوں کے احساسات و جذبات کا خیال رکھا کرتے تھے کہ جب کسی مہمان کو ضرورت پڑی تو آپ علیہ السلام نے یہ بھی پسند نہ فرمایا کہ اپنا بنایا ہوا نوالہ ہی تناول فرمالیا جائے بلکہ فوراً مہمان کے لیے وہ کھانا بھجوا دیا۔

اسی طرح آپ تمام صحابہ کی تربیت کا بھی خیال رکھا کرتے تھے۔ جہاں آپ نے اپنے دلائل کے ذریعے ان لوگوں کو قائل کیا وہاں اپنے اخلاق کے ذریعے اپنے تمام صحابہ کے دل بھی جیت لیے۔ ان کی تربیت کے لیے ہمیشہ پیار کا طریق اپنایا اور اپنے نمونہ سے اور پیار سے ان کو بہترین اخلاق کی تعلیم پیش کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے صحابہ کی غیرت بھی بہت تھی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب عبدالحکیم خان مرتد نے آپ کی جماعت پر کچھ اعتراضات کیے تو آپ نے اس کے جواب میں یوں تحریر فرمایا: ”۔۔۔ میں نہیں جانتا کہ آپ اس افترا کا کیا خدا تعالیٰ کو جواب دیں گے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں۔ اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں۔ اور ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں“۔ (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 150)

نیز حضور علیہ السلام یہ بھی خیال رکھتے کہ آپ کے صحابہ کی کبھی بھی دل شکنی نہ ہو۔ جب بھی ایسا ہوتا دیکھتے تو صحابہ کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرتے۔ اسی طرح ان کی بیماری میں آپ ان کی تیمارداری کیا کرتے، علاج بھی کیا ہے اور کثرت سے ان کی صحت کے لیے دعائیں بھی کرتے تھے۔ صحابہ کے ایمان اور اعلیٰ اخلاق کے لیے بھی بہت دعا کرتے تھے۔ بہت سے صحابہ نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ حضرت صاحب چہرہ دیکھ کر سمجھ جاتے تھے کہ کسی شخص کے دل میں کیا ہے اور اگر کوئی خواہش پیدا ہوتی محسوس کرتے تو پھر اس خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی سے روایت ہے کہ کرم دین والے مقدمہ کے دوران حضرت صاحب گورداسپور تشریف لائے ہوئے تھے کہ ایک دن کچہری میں ایک جامن کے درخت کے نیچے کپڑا بچھا کر مع خدام تشریف فرما تھے۔ حضور کے لیے دودھ کا ایک گلاس لایا گیا۔ چونکہ حضور کا تبرک پینے کے لیے سب ہی کی کوشش ہوتی تھی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایک غریب اور کمزور آدمی ہوں، اتنے بڑے بڑے آدمیوں میں مجھے کس طرح حضور کا پس خوردہ مل سکتا ہے۔ اس لیے میں ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ حضور نے جب نصف گلاس نوش فرما لیا تو بقیہ میرے ہاتھ میں دے کر فرمایا میاں عبدالعزیز بیٹھ کر اچھی طرح سے پی لو۔ اسی طرح حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب مسجد مبارک میں مع احباب تشریف رکھتے تھے۔ میں باہر سے آیا اور السلام علیکم عرض کیا۔ حضور سے مصافحہ کرنے کی بہت خواہش پیدا ہوئی لیکن چونکہ مسجد بھری ہوئی تھی اور معزز احباب راستہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آگے جانا مناسب نہ سمجھا۔ ابھی میں کھڑا ہی تھا اور بیٹھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ......باقی صفحہ نمبر 11 پر

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تو خدا تعالیٰ کا کوئی محبوب نہیں۔ آپؐ حبیبِ خدا ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور اس کے خوف اور خشیت کا یہ عالم ہے کہ اپنے بارے میں بھی فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں پتا کہ میرے ساتھ کیا کِیا جائے گا۔ پس ہمارے لیے کس قدر خوف کا مقام ہے اور کس قدر ہمیں فکر ہونی چاہیے کہ نیک اعمال کریں۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کریں

حضرت زیدؓ نے کہا کہ مَیں زندہ بچ کے آؤں یا نہ آؤں لیکن یہ بہرحال سچ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول اور نبی ہیں

یہ ابتدائی معلمین جو تھے سندھ میں بھی انہوں نے بڑی قربانی کر کے وہاں گزارہ کیا ہے خود ہی پانی ڈھویا ہے۔ دور دور سے پانی لے کر آتے تھے۔ مٹی اکٹھی کی پھر اینٹیں بنائیں اور پھر خود ہی اپنا رہائش کا کمرہ بنایا۔ کوئی مطالبہ جماعت سے نہیں کیا۔

اخلاص و وفا کے پیکر بدری اصحابِ رسول ﷺ حضرت عثمان بن مظعونؓ اور

حضرت وھب بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کی سیرتِ مبارکہ کا دلنشین تذکرہ

مکرم ملک محمد اکرم صاحب مبلغ سلسلہ کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جمعہ کے بعد نمازِ جنازہ حاضر۔ مکرم چوہدری عبد الشکور صاحب مبلغ سلسلہ، مکرم ملک صالح محمد صاحب معلم وقفِ جدید اور مکرم مویشیجے جمعہ صاحب آف تنزانیہ کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جمعہ کے بعد نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 26/ اپریل 2019ء بمطابق 26/ شہادت 1398 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

گذشتہ خطبے میں مَیں نے حضرت عثمانؓ بن مظعون کے متعلق بیان کرتے ہوئے اس بات پر اپنی بات ختم کی تھی کہ آپؓ جنت البقیع میں مدفون ہونے والے پہلے شخص تھے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 591 عثمان بن مظعون مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

جنت البقیع کی بنیاد اور ابتدا کے بارے میں جو تفصیل ملی ہے وہ اس طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں وُرود کے بعد وہاں بہت سے قبرستان تھے۔ یہودیوں کے اپنے قبرستان ہوا کرتے تھے جبکہ عربوں کے مختلف قبائل کے اپنے اپنے قبرستان تھے۔ مدینہ طیبہ چونکہ اس وقت مختلف علاقوں میں بٹا ہوا تھا۔ اس لیے ہر قبیلہ اپنے ہی علاقے میں کھلی جگہ پر اپنی میتوں کو دفنا دیتا تھا۔ قبا کا الگ قبرستان تھا جو زیادہ مشہور تھا گو کہ وہاں چھوٹے چھوٹے کئی اَور قبرستان بھی تھے۔ قبیلہ بنوظفر کا اپنا قبرستان تھا اور بنوسلمہ کا اپنا الگ قبرستان تھا۔ دیگر قبرستانوں میں بنوساعِدہ کا قبرستان تھا جس کی جگہ بعد میں سوق النبیؐ قائم ہوا۔ جس جگہ پر مسجد نبویؐ تعمیر ہوئی وہاں بھی کھجوروں کے جھنڈ میں چند مشرکین کی قبریں تھیں۔ ان تمام قبرستانوں میں بَقِیْعُ الْغَرْقَد سب سے پرانا اور مشہور قبرستان تھا۔ اور پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسلمانوں کے قبرستان کے لیے منتخب کر لیا تو اس کے بعد سے آج تک اسے ایک منفرد اور ممتاز حیثیت حاصل رہی ہے جو ہمیشہ رہے گی۔

حضرت عبید اللہ بن ابی رافعؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھے جہاں صرف مسلمانوں کی قبریں ہوں اور اس غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف جگہوں کو ملاحظہ بھی فرمایا۔ جا کے دیکھا۔ یہ فخر بَقِیْعُ الْغَرْقَد کے حصے میں لکھا تھا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس جگہ کو یعنی بقیع الغرقد کو منتخب کر لوں۔ اسے اس دَور میں بَقِیْعُ الْخَبْخَبَہ کہا جاتا تھا۔ اس میں بے شمار غرقد کے درخت اور خود رَو جھاڑیاں ہوا کرتی تھیں۔ مچھروں اور دیگر حشرات الارض کی اس جگہ پہ بھرمار تھی اور مچھر جب اس جگہ گند کی وجہ سے یا جنگل کی وجہ سے اڑتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ دھوئیں کے بادل چھا گئے ہوں۔

وہاں سب سے پہلے جن کو دفن کیا گیا اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے وہ حضرت عثمانؓ بن مظعون تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نشانی کے طور پر رکھ دیا اور فرمایا یہ ہمارے پیش رَو ہیں۔ ان کے بعد جب بھی کسی کی فوتید گی ہوتی تو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے کہ انہیں کہاں دفن کیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ ہمارے پیش رَو عثمانؓ بن مظعون کے قریب۔ بقیع عربی میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں درختوں کی بہتات ہو، بہت زیادہ درخت ہوں۔ مدینہ طیبہ میں اس مقام کو بقیع الغرقد کے نام سے جانا جانے لگا کیونکہ وہاں غرقد کے درختوں کی بہتات تھی۔ اس کے علاوہ وہاں دیگر خود رَو صحرائی جھاڑیاں بھی بہت زیادہ تعداد میں تھیں۔ اسے جنت البقیع بھی کہا جاتا ہے۔ جنت کے لفظ کا عربی میں ایک مطلب ہے باغ یا فردَوس۔ اس لیے یہ جگہ زیادہ تر عجمی زائرین میں جنت البقیع کے نام سے جانی جاتی ہے۔ عبد الحمید قادری صاحب ہیں انہوں نے یہ تفصیل لکھی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ عرب عموماً اپنے مقابر اور قبرستانوں کو جنت ہی کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس کا ایک نام مَقَابِرُ الْبَقِیْع بھی ہے جو اعرابیوں میں زیادہ مشہور ہے۔

(ماخوذ از جستجوئے مدینہ از عبد الحمید قادری صاحب صفحہ 598 مطبوعہ اورینٹل پبلی کیشنز لاہور پاکستان 2007ء)

جو صحرا کے رہنے والے تھے، گاؤں کے رہنے والے تھے ان میں یہ زیادہ مشہور ہے۔ حضرت سالم بن عبد اللہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی فوت ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس کو آگے ہمارے گئے ہوئے بندوں کے پاس بھیج دو۔ عثمانؓ بن مظعون میری امت کا کیا ہی اچھا پیش رَو تھا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 12 صفحہ 228 حدیث نمبر 13160 دار احیاء التراث العربی بیروت 2002ء)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی

نعش کے پاس آئے۔ آپؐ ان پر تین بار جھکے اور سر اٹھایا اور بلند آواز سے فرمایا اے ابوسائب! اللہ تم سے درگذر کرے۔ تم دنیا سے اس حال میں گئے کہ دنیا کی کسی چیز سے آلودہ نہیں ہوئے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ بن مظعون کی نعش کو بوسہ دیا جبکہ آپؐ رو رہے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے تھے اور آپؐ کی دونوں آنکھیں اشک بار تھیں۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضورؐ نے حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد آپؐ کو بوسہ دیا۔ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو حضرت عثمانؓ کے رخسار پر بہ رہے تھے، اتنے زیادہ تھے کہ پھر وہ آنسو بہ کر حضرت عثمانؓ کے رخساروں پر بھی گرنے لگے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم نے وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْحِقِیْ بِالسَّلَفِ الصَّالِحِ عُثْمَانَ ابْنَ مَظْعُوْنٍ یعنی سلف صالح عثمانؓ بن مظعون سے جا کر مل جاؤ۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 591 عثمان بن مظعون مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 303 ’’عثمان بن مظعون‘‘ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ بن مظعون کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس پر چار تکبیرات کہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ما جاء فی التکبیر علی الجنازۃ اربعاً حدیث نمبر 1502)

بعض لوگ بعض دفعہ کہتے ہیں کہ تین سے زیادہ نہیں ہوسکتیں۔ چار تکبیرات بھی ہوسکتی ہیں۔ مُطَّلِب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ بن مظعون کی وفات ہوئی۔ ان کا جنازہ نکالا گیا پھر ان کو دفن کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ ایک پتھر لائے۔ وہ پتھر نہ اٹھاسکا، بڑا بھاری پتھر تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف کھڑے ہوئے، ادھر گئے۔ آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ، دونوں بازوؤں سے کپڑا اوپر کیا، اپنے بازو کی آستینیں چڑھائیں، قمیص کی آستینیں چڑھائیں۔ مُطَّلِب نے کہا، جس نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اس نے کہا کہ گویا میں اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بازوؤں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔ ابھی بھی مجھے وہ واقعہ بڑی اچھی طرح یاد ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو خوبصورت تھے۔ اُن کی سفیدی مجھے نظر آ رہی ہے جب آپؐ نے ان سے کپڑا ہٹایا تھا، آستینیں چڑھائی تھیں۔ پھر آپؐ نے وہ پتھر اٹھایا اور اسے حضرت عثمانؓ بن مظعون کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا میں اس نشانی کے ذریعے اپنے بھائی کی قبر پہچان لوں گا اور میرے اہل میں سے جو وفات پائے گا اسے میں اس کے پاس دفن کروں گا۔ سنن ابی داؤد کا یہ حوالہ ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب فی جمع الموتی فی قبر والقبر یعلم حدیث 3206)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت عثمانؓ بن مظعون کی وفات سے متعلق جو تفصیل بیان کی ہے اس میں سے چند باتیں پیش کرتا ہوں۔ آپؓ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ 2 ہجری کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’اسی سال کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے لیے مدینے میں ایک مقبرہ تجویز فرمایا جسے جنت البقیع کہتے تھے۔ اس کے بعد صحابہ عموماً اس مقبرے میں دفن ہوتے تھے۔ سب سے پہلے صحابی جو اس مقبرے میں دفن ہوئے وہ عثمانؓ بن مظعون تھے۔ عثمان بہت ابتدائی مسلمانوں میں سے تھے اور نہایت نیک اور عابد اور صوفی منش آدمی تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد ایک دفعہ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں چاہتا ہوں کہ بالکل تارک الدنیا ہو کر اور بیوی بچوں سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی زندگی خالصتاً عبادت الٰہی کے لیے وقف کر دوں مگر آپؐ نے اس کی اجازت نہیں دی۔‘‘ اس کی تفصیل بھی میں گذشتہ خطبے میں بیان کر چکا ہوں۔ بہرحال پھر یہ مرزا بشیر احمد صاحب ہی آگے لکھتے ہیں کہ ’’......عثمانؓ بن مظعون کی وفات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا اور روایت آتی ہے کہ وفات کے بعد آپؐ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس وقت آپؐ کی آنکھیں پُرنم تھیں۔ ان کے دفنائے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر بطور علامت کے نصب کروا دیا اور پھر آپؐ کبھی کبھی جنت البقیع میں جا کر ان کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے۔ عثمانؓ پہلے مہاجر تھے جو مدینہ میں فوت ہوئے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 462-463)

حضرت عثمانؓ بن مظعون کی وفات پر آپؓ کی بیوی نے مرثیہ میں لکھا اور وہ یہ تھا کہ

یَا عَیْنُ جُوْدِیْ بِدَمْعٍ غَیْرِ مَمْنُوْنِ
عَلٰی رَزِیَّۃِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنِ
عَلٰی امْرِئٍ بَاتَ فِیْ رِضْوَانِ خَالِقِہٖ
طُوْبٰی لَہٗ مِنْ فَقِیْدِ الشَّخْصِ مَدْفُوْنِ
طَابَ الْبَقِیْعُ لَہٗ سُکْنٰی وَغَرْقَدُہٗ
وَاَشْرَقَتْ اَرْضُہٗ مِنْ بَعْدِ تَعْیِیْنِ
وَاَوْرَثَ الْقَلْبَ حُزْنًا لَا انْقِطَاعَ لَہٗ
حَتّٰی الْمَمَاتِ فَمَا تَرْقٰی لَہٗ شُوْنِیْ

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 591 عثمان بن مظعون مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اے آنکھ! عثمان کے سانحے پر تُو نہ رکنے والے آنسو بہا۔ اس شخص کے سانحے پر جو اپنے خالق کی رضامندی میں شب بسر کرتا تھا۔ اس کے لیے خوشخبری ہو کہ ایک فقید المثال شخص مدفون ہو چکا ہے۔ بقیع اور غرقد اپنے اس مکین سے پاکیزہ ہوگیا اور اس کی زمین آپؓ کی تدفین کے بعد روشن ہوگئی۔ آپؓ کی وفات سے دل کو ایسا صدمہ پہنچا ہے جو موت تک کبھی ختم نہ ہونے والا ہے اور میری یہ حالت نہ بدلنے والی ہے۔ (اسد الغابہ۔ جلد 3 صفحہ 495۔ دار الفکر بیروت) یہ ان کی اہلیہ نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

حضرت اُمِّ علاء جو انصاری عورتوں میں سے ایک خاتون تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ جب انصار نے مہاجرین کے رہنے کے لیے قرعے ڈالے تو حضرت عثمانؓ بن مظعون کا قرعہ سکونت یعنی ٹھہرنے کی جگہ ہمارے نام نکلا کہ ہم اپنے گھر ٹھہرائیں۔ حضرت اُمِّ علاء کہتی تھیں کہ حضرت عثمانؓ بن مظعون ہمارے پاس رہے۔ وہ بیمار ہوئے تو ہم نے ان کی خدمت کی اور جب وہ فوت ہوگئے اور ہم نے انہیں ان کے کپڑوں میں ہی کفنایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے۔ میں نے کہا یعنی حضرت ام علاء کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کی رحمت ہو تم پر ابوسائب! یہ ان کی، حضرت عثمانؓ بن مظعون کی کنیت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انہوں نے، حضرت ام علاء نے یہ الفاظ دہرائے کہ اللہ کی رحمت ہو تم پر ابوسائب! میری شہادت تو تمہارے متعلق یہی ہے کہ اللہ نے تجھے ضرور عزت بخشی ہے۔ یہ الفاظ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دہرائے کہ میں شہادت دیتی ہوں کہ اللہ نے تمہیں ضرور عزت بخشی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ بات سنی تو اُن سے پوچھا، کہتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ضرور عزت بخشی ہے۔ تو کہتی ہیں میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ مَیں نہیں جانتی، مجھے یہ تو نہیں پتا لیکن بہرحال میرے جذبات تھے میں نے اظہار کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک عثمانؓ کا تعلق ہے تو وہ اب فوت ہوگئے اور مَیں ان کے لیے بہتری کی ہی امید رکھتا ہوں۔ یہی امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو عزت بخشے گا لیکن اللہ کی قسم! آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں بھی نہیں جانتا کہ عثمانؓ کے ساتھ کیا ہوگا۔ دعا تو ضرور ہے لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہیں ضرور عزت بخشی ہے حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ سن کر حضرت ام علاء نے کہا بخدا اس کے بعد میں کسی کو بھی یوں پاک نہیں ٹھہراؤں گی۔ اس طرح کے الفاظ نہیں دہراؤں گی کہ ضرور بخشا گیا اور مجھے اس بات نے غمگین کر دیا۔ کہتی تھیں کہ میں سوگئی۔ اسی غم میں میں سوگئی، ایک خاص تعلق تھا۔ جذبات بھی تھے۔ تو بہرحال کہتی ہیں جب میں رات کو سوئی تو مجھے خواب میں حضرت عثمانؓ کا ایک چشمہ دکھایا گیا جو بہ رہا تھا۔ پانی کا ایک چشمہ تھا وہ بہ رہا تھا اور یہ دکھایا گیا کہ یہ حضرت عثمانؓ کا چشمہ ہے۔ اس خواب کے دیکھنے کے بعد کہتی ہیں مَیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور میں نے آپؐ کو یہ بتایا کہ میں نے اس طرح خواب دیکھی ہے تو آپؐ نے فرمایا یہ اس کے عمل ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الشہادات باب القرعۃ فی المشکلات حدیث 2687)

یہ چشمہ جو بہ رہا تھا تو اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں دکھا دیا کہ وہ جنت میں ہے اور یہ اس کے عمل ہیں جس کے چشمے اب وہاں بہ رہے ہیں۔ پس یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا ایک طریق تھا کہ یوں ہی اتنے وثوق سے اللہ تعالیٰ کی بخشش کے بارے میں شہادت نہ دے دیا کرو۔ ہاں جب خواب میں حضرت عثمانؓ بن مظعون کے اعلیٰ اعمال ایک چشمے کی صورت میں حضرت ام علاء کو دکھائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو جانتے تھے کہ ان بدری صحابہ سے خدا تعالیٰ راضی ہوا ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں اور آپؐ کے متعلق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جذبات کا اظہار فرمایا وہ واضح کرتا ہے کہ آپؐ کو ان کے بارے میں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ وہ دعائیں سنے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے لیکن پھر بھی آپؐ نے کہا تم کسی کے بارے میں شہادت نہیں دے سکتے۔

مسند احمد بن حنبل میں یہ مضمون کچھ اس طرح بیان ہے کہ خَارِجَہ بن زَید اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمانؓ بن مظعون کی جب وفات ہوئی تو خارجہ بن زید کی والدہ نے کہا ابوسائب! تم پاک ہو۔ تمہارے اچھے دن بہت اچھے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن لیا اور فرمایا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا چیز بتاتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عثمانؓ بن مظعون یعنی ان کے عمل اور ان کی عبادتیں ایسی تھیں۔ یہی چیزیں مجھے ظاہر کرتی ہیں کہ ضرور اللہ تعالیٰ نے ان سے مغفرت کا سلوک کر دیا، بخش دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے عثمانؓ بن مظعون میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ یقیناً عثمانؓ بن مظعون ایسا شخص تھا کہ بھلائی کے سوا میں نے اس میں کچھ نہیں دیکھا لیکن ساتھ ہی آپؐ نے فرمایا کہ اور یہ بھی یاد رکھو کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں لیکن بخدا میں بھی نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کِیا جائے گا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 872 حدیث ام العلاء الانصاریہ، حدیث نمبر 28006 عالم الکتب بیروت 1998ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تو خدا تعالیٰ کا کوئی محبوب نہیں۔ آپؐ حبیبِ خدا ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور اس کے خوف اور خشیئت کا یہ عالم ہے کہ اپنے بارے میں بھی فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں پتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ پس ہمارے لیے کس قدر خوف کا مقام ہے اور کس قدر ہمیں فکر ہونی چاہیے کہ نیک اعمال کریں۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کریں اور اس کے باوجود اس بات پر فخر نہیں بلکہ عاجزی میں بڑھتے چلے جائیں اور اس سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا رحم اور اس کے فضل کی بھیک مانگتے رہیں کہ وہ اپنے رحم اور فضل سے ہمیں بخش دے۔

مسند احمد بن حنبل کی ایک اَور روایت میں درج ہے کہ حضرت ام علاء کہتی ہیں کہ ہمارے ہاں عثمانؓ بن مظعون بیمار ہو گئے۔ ہم نے ان کی تیمار داری کی یہاں تک کہ جب فوت ہو گئے تو ہم نے ان کو ان کے کپڑوں میں لپیٹ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میں نے کہا اے ابوسائب! اللہ کی رحمت آپ پر ہو۔ یہ میری آپؓ پر گواہی ہے کہ اللہ نے آپؓ کا اکرام کیا ہے، بہت عزت احترام کیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کیا پتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اکرام کیا ہے؟ کہتی ہیں مجھے نہیں پتا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک اس کا تعلق ہے اس کو وہ یقینی بلاوا یعنی موت اس کے رب کی طرف سے آ گیا ہے اور مَیں اس کے لیے خیر کی امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ خیر کا معاملہ کرے گا لیکن اللہ کی قسم! مَیں بھی نہیں جانتا، مَیں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا میں اس کے بعد کسی کو پاک نہیں قرار دوں گی لیکن اس کے بعد اس بات نے مجھے غمگین کیا پھر اسی خواب کا ذکر کیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب سنائی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 871-872 حدیث ام العلاء الانصاریہ، حدیث نمبر 28004 عالم الکتب بیروت 1998ء)

تو پہلی دو مختلف کتابوں میں، حدیثوں میں اس واقعے کو لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات تو بلند کیے ہی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں بھی تھیں اور ہمیشہ بلند فرماتا چلا جائے اور وہ نیک نمونے ہم لوگ بھی اپنے اندر قائم کرنیوالے ہوں۔

اگلے صحابی جو ہیں جن کا ذکر ہو گا وہ حضرت وَھْب بن سَعْد بن ابی سَرْحؓ۔ حضرت وہبؓ کے والد کا نام سعد تھا۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو عامر بن لؤی سے تھا۔ آپ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے بھائی تھے۔ آپ کی والدہ کا نام مُھَانَہ بنتِ جابِر تھا جو اشعری قبیلہ سے تھیں۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 217، وھب بن سعد، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

حضرت وَہْبؓ کا بھائی عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح وہی کاتب وحی تھا جس نے ارتداد اختیار کر لیا تھا۔ ان کے بھائی کے بارے میں اس واقعے کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کاتبِ وحی تھا جس کا نام عبد اللہ بن ابی سرح تھا اور سیرۃ الحلبیۃ میں لکھا ہے کہ یہ حضرت عثمان بن عفانؓ کا رضاعی بھائی تھا۔ بہرحال پھر آپؓ لکھتے ہیں کہ آپؐ پر جب کوئی وحی نازل ہوتی تو اسے بلوا کر لکھوا دیتے تھے۔ ایک دن آپ سورۃ المومنون کی آیت 14 اور 15 لکھوا رہے تھے۔ جب آپؐ یہاں پہنچے کہ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ تو یہ جو کاتب وحی تھا اس کے منہ سے بے اختیار نکل گیا کہ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ سورۃ المؤمنون کی آیت 15 میں اس کا ذکر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وحی ہے اس کو لکھ لو۔ اس بدبخت کو یہ خیال نہ آیا کہ پچھلی آیتوں کے نتیجے میں یہ آیت طبعی طور پر آپ ہی بن جاتی ہے۔ اس نے سمجھا کہ جس طرح میرے منہ سے یہ آیت نکلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو وحی قرار دے دیا ہے اسی طرح آپؐ نعوذ باللہ خود سارا قرآن بنا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ مرتد ہو گیا اور مکّے چلا گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر جن لوگوں کو قتل کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا ان میں ایک عبد اللہ بن ابی سرح بھی تھا مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پناہ دے دی۔ اور اس پناہ کی تفصیل یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب عبد اللہ بن ابی سرح کو معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کا حکم دیا ہے تو یہ اپنے رضاعی بھائی حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس ان کی پناہ لینے چلا گیا اور ان سے کہنے لگا کہ اے بھائی اس سے پہلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گردن ماریں مجھے ان سے امان دلوا دو۔ سیرۃ الحلبیۃ میں یہ لکھا ہے۔ بہرحال حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ وہ آپؓ کے گھر میں تین چار دن چھپا رہا۔ ایک دن جبکہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکّے کے لوگوں سے بیعت لے رہے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبد اللہ بن ابی سرح کو بھی آپ کی خدمت میں لے گئے اور اس کی بیعت قبول کرنے کی درخواست کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تو کچھ دیر تامل فرمایا مگر پھر آپؐ نے اس کی بیعت لے لی اور اس طرح دوبارہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 139) (السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 130 باب ذکر مغازیہ/فتح مکہ، دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

اَور بھی اس کی بہت ساری باتیں تھیں جس کی وجہ سے، فتنہ اور فساد کی وجہ سے اور بھڑ کانے کی وجہ سے بھی یہ حکم دیا گیا تھا۔ صرف ایک ہی وجہ نہیں تھی کہ یہ مرتد ہو گیا تھا اس لیے قتل کا حکم دے دیا۔

عاصم بن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت وَہْبؓ نے مکّے سے مدینے کی طرف ہجرت کی تو آپؓ نے حضرت کلثوم بن ہِدم کے ہاں قیام کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وَہْبؓ اور حضرت سُوَید بن عَمروؓ کے درمیان عقدِ مؤاخات قائم فرمایا یعنی یہ دونوں بھائی بنے تھے۔ آپ دونوں جنگ مؤتہ کے دن شہید ہوئے۔ حضرت وَہْبؓ غزوۂ بدر، احد، خندق اور حدیبیہ اور خیبر میں شریک ہوئے اور آپؓ جمادی الاولیٰ 8 ہجری میں جنگ مؤتہ میں شہید ہوئے۔ شہادت کے روز آپؓ کی عمر 40 سال تھی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 217، وھب بن سعد، دار احیاء التراث العربی بیروت 1996ء)

جنگ مؤتہ کیا تھی یا اس کے اسباب کیا تھے؟ اس کا طبقات الکبریٰ میں کچھ ذکر ہے۔ یہ جنگ جمادی الاولیٰ سنہ 8 ہجری میں ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حَارِث بن عُمَیرؓ کو قاصد بنا کر شاہ بُصریٰ کے پاس خط دے کر بھیجا۔ جب وہ مُؤْتَہ کے مقام پر اترے تو انہیں شُرَحْبِیْل بن عَمرو غَسَّانِی، (شرحبیل جو تھا وہ سیرۃ الحلبیۃ کے مطابق قیصر کے شام پر مقرر کردہ امراء میں سے ایک تھا، اس) نے روکا اور ان کو شہید کر دیا۔ حضرت حارِث بن عمیرؓ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کوئی قاصد شہید نہیں کیا گیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سانحے کی اطلاع پہنچی تو آپؐ پر یہ بہت گراں گزرا۔ اس کا بہت افسوس ہوا۔ آپؐ نے لوگوں کو جنگ کے لیے بلایا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ ان کی تعداد تین ہزار تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سب کے امیر حضرت زَید بن حارِثہؓ ہیں اور ایک سفید جھنڈا تیار کر کے حضرت زیدؓ کو دیتے ہوئے یہ نصیحت کی کہ حضرت حارِث بن عمیرؓ جہاں شہید کیے گئے ہیں وہاں پہنچ کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اگر وہ قبول کر لیں تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں اور ان سے جنگ کریں۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 314 سریہ مؤتہ دار احیاء التراث العربی 1996ء)(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 96 باب ذکر مغازیہ /غزوہ مؤتہ، مطبوعہ دار الکتب اللعلمیۃ بیروت 2002ء)

حضرت وَہْبؓ بھی اس جنگ میں شامل تھے۔ اس جنگ کی تفصیل مزید بیان کر دیتا ہوں۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سریہ مؤتہ کے لیے حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ امیر ہوں گے اور اگر جعفرؓ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رَوَاحہؓ تمہارے امیر ہوں گے۔ اس لشکر کو جَیْشِ امراء بھی کہتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ مؤتۃ من أرض الشام حدیث 4261)(مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 505 حدیث 22918 مسند ابو قتادہ انصاری مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

اس کی تفصیل میں حضرت مصلح موعودؓ نے اتنا ہی لکھا ہے کہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس وقت وہاں قریب ایک یہودی بھی بیٹھا تھا۔ اس نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو حضرت زیدؓ کے پاس آیا اور آ کر کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو تم تینوں میں سے کوئی بھی زندہ بچ کے واپس نہیں آئے گا۔ اس پر حضرت زیدؓ نے کہا کہ مَیں زندہ بچ کے آؤں یا نہ آؤں لیکن یہ بہرحال سچ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول اور نبی ہیں۔ (ماخوذ از فریضہ تبلیغ اور احمدی خواتین، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 405-406)

اس جنگ کے حالات کی، شہدا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی۔ اس بارے میں ایک روایت ہے حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیدؓ نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہوئے۔ پھر جعفرؓ نے اسے پکڑا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے جھنڈے کو پکڑا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ یہ خبر دیتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ پھر جھنڈے کو خالدؓ بن ولید نے بغیر سردار ہونے کے پکڑا اور انہیں فتح حاصل ہوئی۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب الرجل ینعی الیٰ اھل المیت بنفسہ حدیث 1246)

اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے۔

ان کے ذکر کے بعد اب میں بعض مرحومین کا ذکر کروں گا جن کے آج جنازے بھی پڑھاؤں گا۔

پہلا ذکر تو مکرم ملک محمد اکرم صاحب کا ہے جو مربی سلسلہ تھے اور کل 25/اپریل کو مانچسٹر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا جنازہ یہاں حاضر ہے اور نماز کے بعد میں انشاء اللہ تعالیٰ باہر جا کے ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔

2/فروری 1947ء کو یہ ملکوال ضلع گجرات میں پیدا ہوئے تھے اور 1961ء میں انہوں نے خود بیعت کی۔ جماعت میں شامل ہوئے۔ ان کے بڑے بھائی ماسٹر اعظم صاحب پہلے احمدی تھے۔ انہوں نے بھی خود بیعت کی تھی۔ ان کے ذریعے سے انہوں نے بھی بیعت کر لی۔ انہوں نے ایک مضمون لکھا تھا۔ مجھے یاد ہے اس میں یہی لکھا تھا کہ میں ربوہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے آیا اور ربوہ کے ماحول سے متاثر ہوا اور پھر اس کے بعد بیعت بھی کر لی۔ بہر حال 1962ء میں انہوں نے اپنے آپ کو بیعت کے بعد جماعت کے لیے وقف کیا۔ بی۔ اے کرنے کے بعد شاہد اور عربی فاضل کی ڈگری انہوں نے حاصل کی۔ ان کا تقرر 1971ء میں بطور مربی سلسلہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کا نکاح 1970ء میں امۃ الکریم صاحبہ جو مولوی ابو البشارت عبدالغفور صاحب کی بیٹی ہیں ان سے پڑھایا۔ یہ پاکستان میں مختلف علاقوں میں اور پھر بیرونی ممالک میں بھی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ یو۔ کے میں آکسفورڈ (Oxford)، مانچسٹر (Manchester)، گلاسگو (Glasgow) اور کارڈف (Cardiff) کی جماعتوں میں تیس سال تک خدمت کی توفیق ملی۔ ان کا کل عرصہ خدمت 48 سال بنتا ہے۔ یو۔ کے میں کئی سال یہ نائب افسر جلسہ گاہ بھی رہے۔ 71ء سے 73ء تک پاکستان میں یہ مختلف جگہوں پر رہے۔ پھر 73ء سے 77ء تک گیمبیا میں رہے۔ پھر دوبارہ 77ء سے 79ء تک کراچی پاکستان میں رہے۔ پھر 79ء سے 80ء تک ربوہ مرکز میں وکالت تبشیر میں رہے۔ 80ء سے 83ء تک نائیجیریا مشنری کالج اِلارو کے پرنسپل رہے۔ پھر یہ واپس ربوہ آئے اور 89ء تک (eighty nine) تک یہ ربوہ میں رہے۔ پھر یہ 89ء سے 2018ء تک یو۔ کے میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ پہلے تو یہ اپنی عمر کے لحاظ سے فروری 2007ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ اس کے بعد دوبارہ ری ایمپلائی ہوئے اور 2018ء تک ان کو خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ وقفِ زندگی تو وقف ہی رہتا ہے لیکن بہرحال گذشتہ دنوں بیماری کی وجہ سے پھر ایکٹو (active) خدمت سرانجام نہیں دے سکے اور اس طرح ان کی ریٹائرمنٹ ہوئی تھی لیکن ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اس طرح چند مہینے ہی بغیر باقاعدہ خدمت کے گزارے اور ایک لحاظ سے خدمت کرتے ہوئے انہوں نے اپنی جان دی۔

امیر صاحب یو۔ کے لکھتے ہیں کہ بڑے محنتی اور اطاعت گزار تھے۔ مزاج بہت متحمل تھا۔ جو بھی جماعتی خدمت ان کے سپرد کی جاتی بڑی محنت اور دیانت داری کے ساتھ سرانجام دیتے اور ان کو فوری طور پر رپورٹ بھی کرنے کی عادت تھی، پھر رپورٹ کرتے۔ مانچسٹر میں تعینات تھے تو مسجد دارالامان کی تعمیر ہوئی ہے۔ ملک صاحب نے اس مسجد کے لیے فنڈ اکٹھا کرنے میں بہت فعال کردار ادا کیا ہے۔

عطاء المجیب راشد صاحب کہتے ہیں کہ اکرم صاحب بہت اچھے اخلاق اور خوبیوں کے مالک تھے۔ بہت نیک، دیانتدار، نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ پرجوش مبلغ، ذمہ داری سے کام کرنے والے، خلافت کی اطاعت میں بہت اعلیٰ مقام رکھنے والے خادمِ سلسلہ تھے۔ مجید سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں کہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ سب سے نمایاں یہ کہ وہ خلافت کے وفا شعار خادم تھے۔ تبلیغ کا ان کو بہت زیادہ شوق تھا اور سیالکوٹی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے طالب علمی کے زمانے میں جب پڑھتے تھے تو اس وقت بھی چھٹیوں میں ہمارے گاؤں ایک دفعہ آئے پھر وہاں بھی انہوں نے کہا تبلیغ کریں اور پھر تبلیغ میں مصروف ہو گئے اور خدام و انصار کے تحت خدمت کرنے کے لیے اپنی چھٹیاں، رخصتیں جو تھیں ان کو وقف کیا ہوا تھا اور ہمیشہ بڑی اطاعت سے انہوں نے زندگی گزاری۔

اسلم خالد صاحب جو پرائیویٹ سیکرٹری لندن میں خدمت انجام دے رہے ہیں وہ کہتے ہیں میرے یہ عزیز رشتہ دار بھی بعد میں بن گئے۔ ان کی شادی کی وجہ سے سسرالی رشتہ دار تھے۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ جہاں جہاں آپ کی تقرری ہوئی بڑے پیار سے احباب جماعت کے دل جیتے اور بیماری میں بھی جہاں جہاں انہوں نے خدمت کی خاص طور پر مانچسٹر کے احباب کا بڑی محبت سے ذکر کیا کرتے تھے۔ جماعت کے بچوں سے، نوجوانوں سے بھی بڑا شفقت کا تعلق تھا۔ اس کی ایک مثال دیتے ہوئے اسلم خالد صاحب کہتے ہیں کہ مجھے بتایا کہ وہ بچے جو اَب جوان ہو چکے ہیں اور ان کی شادیاں ہو چکی ہیں ان میں سے ایک بچے نے اپنی شادی کے بعد جب پہلا بچہ پیدا ہوا تو رات کو اڑھائی تین بجے مجھے فون کر کے بتایا کہ مربی صاحب میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اکرم صاحب کہتے ہیں پہلے مجھے دل میں خیال آیا کہ رات کو اطلاع دینے کا یہ کون سا وقت ہے۔ صبح بھی بتا سکتا تھا لیکن اس بچے کی اپنے مشنری سے، مبلغ سے، تربیت کرنے والے سے جو محبت تھی کہتے ہیں کہ اگلے فقرے میں اس نے میرا منہ بند کروا دیا اور اس لڑکے نے کہا کہ مربی صاحب میں نے یہ عہد کیا تھا کہ جب بھی اللہ تعالیٰ مجھے بچہ دے گا تو سب سے پہلے آپ کو بتاؤں گا۔ اب آپ کو بتا دیا ہے۔ اب اپنے والد کو اطلاع کروں گا۔ تو لوگوں کا ان کے ساتھ اور ان کا بھی جماعت کے لوگوں کے ساتھ یہ پیار تھا محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ مغفرت فرمائے۔ ان کے لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ یہ تو اِن کا تو جنازہ حاضر ہے جیسا کہ میں نے کہا ابھی نماز کے بعد میں باہر جا کے پڑھاؤں گا۔

دوسرا جنازہ غائب ہے جو چوہدری عبدالشکور صاحب مبلغِ سلسلہ کا ہے۔ یہ چوہدری عبدالعزیز صاحب سیالکوٹی کے بیٹے تھے۔ 12/اپریل کو ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ 10/نومبر 1935ء کو پیدا ہوئے تھے۔ پیدائشی احمدی تھے۔ ان کے دادا نے 1901ء میں بیعت کی تھی۔ مکرم عبدالشکور صاحب نے ایف۔ اے کیا۔ پھر شاہد کیا۔ مولوی فاضل کیا اور جون 1956ء میں زندگی وقف کی۔ اس سے قبل ریلوے ڈویژن میں بطور ٹائپسٹ کلرک کام کر رہے تھے۔ 1962ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور 1963ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کا امتحان پاس کیا۔ جولائی 1963ء سے آپ کا تقرر وکالت مال ثانی میں ہوا پھر ربوہ کے مختلف دفاتر میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ 64ء میں تبلیغِ اسلام کی غرض سے سیرالیون بھجوایا گیا۔ نومبر 68ء تک وہاں خدمت کی توفیق پائی۔ دسمبر 70ء سے دسمبر 73ء تک گھانا میں رہے۔ 75ء سے 1978ء تک گیمبیا میں رہے۔ فروری 1980ء سے اپریل 1986ء تک لائبیریا میں خدمت کی توفیق پائی۔ ان ممالک میں موصوف نے بطور امیر اور مشنری انچارج خدمت کی توفیق پائی۔ 1990ء میں آپ کا تقرر نائب وکیل التبشیر کے طور پر ہوا۔ نائب وکیل المال ثالث، سیکرٹری کمیٹی آبادی، نائب وکیل المال ثانی کے طور پر بھی خدمت بجالاتے رہے اور 1995ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد 2004ء تک بطور ری ایمپلائی خدمت کی توفیق پائی۔ آنکھوں میں تکلیف کی وجہ سے، کالے موتیے کی وجہ سے پھر 2004ء میں یہ ریٹائرڈ ہوئے تھے۔

ان کے بیٹے ڈاکٹر عبدالصبور صاحب جو امریکہ میں رہتے ہیں کہتے ہیں کہ میرے والد نہایت سادہ اور محنتی تھے۔ ہمیں لائبیریا میں بطور امیر مشنری انچارج ان کو تبلیغی اور تربیتی کاموں میں مصروف عمل دیکھنے کا موقع ملا۔ ہمیشہ بہت محنت سے خطبات کی تیاری کرتے۔ قرآن کریم، حدیث، کتبِ سلسلہ اور بائبل وغیرہ سے حوالے نکال کر بہت اعلیٰ خطبہ دیتے۔ عیسائیت اور مسلمانوں کو دلائل کے ساتھ تبلیغ کرتے تھے اور بڑے پیار سے بات کرتے تھے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم سب بہن بھائیوں کی تعلیم کے تمام اخراجات اپنے محدود وسائل میں پورے کیے اور ہم سب کو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔

محمود طاہر صاحب جو پاکستان میں انصار اللہ کے قائد عمومی ہیں۔ کہتے ہیں بڑے خاموش خدمت کرنے والے تھے۔ کام سے کام رکھتے تھے اور بہت صائب الرائے تھے۔ نائب وکیل التبشیر شیخ حارث صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ بڑے منکسر المزاج تھے۔ شریف النفس تھے۔ نفیس طبیعت کے مالک تھے۔ خلافت اور سلسلہ کے نہایت وفادار اور فدائی تھے۔ حیدر علی ظفر صاحب جو آجکل جرمنی کے نائب امیر ہیں وہ کہتے ہیں کہ عبدالشکور صاحب بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ بڑے مخلص، سادہ، منکسر المزاج، محنتی، جماعتی اموال کو بڑی احتیاط سے خرچ کرتے تھے۔ ایک متقی اور بااصول آدمی تھے۔ جماعت کی بُک شاپ کو جو لائبیریا میں تھی بہت عمدگی سے اس کو چلایا اور اس سے جو آمد ہوئی اس سے مسجد اور مربی ہاؤس از سر نو تعمیر کیا۔ تھوڑی سی جگہ میں ایک چھوٹا سا کمپلکس بنا دیا جس میں لائبریری بھی تھی۔ مہمان خانہ بھی تھا۔ مردوں اور عورتوں کے لیے مسجد میں علیحدہ علیحدہ حصے تھے۔ مربی ہاؤس بھی تھا اور مسجد کی تعمیر کے وقت خود اپنے ہاتھ سے مزدوروں کے ساتھ بھی کام کرتے رہے۔ ایک تو خود آمد پیدا کر کے مسجد بنائی، کمپلکس بنایا۔ پھر مزدوری بھی خود کرتے رہے۔ یہ حیدر علی صاحب کہتے ہیں کہ 1986ء میں جب

مَیں نے ان سے چارج لیا تو وہاں ان کو الوداعیہ دیا گیا اور مسجد اور مشن ہاؤس کی تعمیر کا جب ذکر کیا گیا کہ انہوں نے بڑی محنت سے یہ سب کام کیا ہے اور بڑا سراہا گیا تو انہوں نے بڑی عاجزی سے کہا کہ مجھ سے پہلے ایک مبلغ نے یہ جگہ خریدنے کی توفیق پائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میرے وقت میں یہ مکمل ہو گئی۔ اب آپ لوگ اس میں تبلیغی ایکٹوِیٹیز (activities) کر سکتے ہیں اور اصل میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں جو اس نے توفیق دی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

تیسرا جنازہ جو غائب ہے وہ مکرم ملک صالح محمد صاحب معلم وقف جدید کا ہے۔ یہ 21/ اپریل 2019ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے پڑنانا ملک اللہ بخش صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے چاند سورج گرہن کا نشان دیکھ کر لودھراں سے پیدل قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ ان کے والد مکرم غلام محمد صاحب سلسلہ کے ابتدائی معلمین میں سے تھے۔ ان کے والد بھی معلم تھے۔ 1959ء میں ان کی پیدائش ہوئی تھی۔ 76ء میں انہوں نے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے کی کوشش کی لیکن عمر زیادہ ہو گئی تھی۔ داخلہ نہیں مل سکا۔ چنانچہ کوٹری میں ایک مِل میں ملازمت اختیار کر لی تو ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ میرے دادا ملک غلام محمد صاحب جو معلم تھے وہ ان سے ملنے کوٹری گئے تو وہاں کا ماحول اچھا نہیں لگا۔ انہوں نے ان کو ہدایت کی کہ فوراً نوکری چھوڑ دیں اور وقف جدید کے تحت معلم بن کے اپنی زندگی وقف کریں۔ چنانچہ یہ نوکری چھوڑ کر آ گئے۔ اس وقت ان کی شادی بھی ہو چکی تھی۔ وہاں نوکری میں ان کو اس زمانے میں ساڑھے چار سو روپے تنخواہ ملتی تھی اور معلم کلاس میں آ کر شامل ہوئے۔ اس کے بعد معلم بنے جہاں جماعت کی طرف سے 135 روپے گزارہ الاؤنس ہوتا تھا لیکن اس پر بھی ان کو یہ تھا کہ میرے لیے بہت بڑا اعزاز ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ خدمتِ دین کی توفیق دے رہا ہے۔ تقریباً 1/4 یا 1/3 آمد پہ سمجھ لیں کہ آ کے وقف شروع کیا۔ پہلے دنیا کما رہے تھے۔ نگرپارکر میں ان کی تقرری 1989ء میں ہوئی۔ بڑے مشکل حالات تھے۔ ان کے بیٹے وہ خود مربی سلسلہ ہیں لکھتے ہیں کہ خاکسار کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ جب ان کا نگرپارکر کے گاؤں حَبّاسر سینٹر میں تبادلہ ہوا تو وہاں ایک لمبے عرصے سے معلم ہاؤس بند پڑا تھا۔ گھر گِر چکا تھا۔ چنانچہ والد صاحب کافی دُور سے دن کو پانی لے کر آتے، اور مٹی اکٹھے کرتے اور رات کو دونوں میاں بیوی مل کر کچی اینٹیں بناتے۔ اور جب اینٹیں بن گئیں تو دونوں نے اپنی مدد آپ کے تحت رہائش کا انتظام کر لیا۔ اس جگہ رہنے کی کوئی جگہ نہیں تھی تو یہ جو سندھ میں بھی ابتدائی معلمین تھے انہوں نے بڑی قربانی کر کے وہاں گزارہ کیا ہے۔ خود ہی پانی ڈھویا ہے دور دور سے پانی لے کر آتے تھے مٹی اکٹھی کی۔ پھر اینٹیں بنائیں اور پھر خود ہی اپنا رہائش کا کمرہ بنایا۔ کوئی مطالبہ جماعت سے نہیں کیا۔ یہ ان کے بیٹے ہی لکھتے ہیں کہ انہوں نے بتایا کہ نگرپارکر میں ان کے پاس سہولیات نہیں ہوتی تھیں۔ چنانچہ جب میٹنگ پر آتے تو اپنے لیے مہینے کا سارا راشن اور ہومیوپیتھی دوائیاں اور دیگر سامان لے کے آتے کیونکہ ریموٹ ایریا میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ اسی طرح میٹنگ پر آئے ہوئے تھے تو واپسی پر راستہ بھول گئے۔ وہاں کا بڑا علاقہ بالکل صحرائی علاقہ ہے اور ریت پر چلنے کے نشانات دیکھ کر آدمی رستہ کی نشان دہی کرتا تھا تو یہ صحیح نشانوں کو پہچان نہیں سکے۔ رستہ بھول گئے اور اس دوران میں ان کا پانی بھی ختم ہو گیا۔ سندھ میں بڑی گرمی ہوتی ہے۔ پیاس اور تھکاوٹ کی وجہ سے آخر بیہوش ہو کر گر پڑے اور وہیں گرے ہوئے تھے کہ اس دوران میں دو آدمیوں کا وہاں سے اونٹ کے اوپر گزر ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ کوئی آدمی ریت پر گرا ہوا ہے اور جب ان کے پاس آئے تو پتا چلا کہ یہ تو ڈاکٹر صاحب ہیں۔ کیونکہ نگرپارکر میں ہومیوپیتھک کی دوائیاں دیا کرتے تھے اس لیے ڈاکٹر صاحب کے نام سے مشہور ہو گئے تھے اور یہ جو دو آدمی تھے وہ ان کے مریض تھے۔ انہوں نے انہیں پہچان لیا، پانی پلایا اور پھر اپنے گاؤں لے کے آئے۔ وہاں رات گزاری۔ اگلے دن ان کو سینٹر پہ چھوڑ کے آئے۔ یہ لکھتے ہیں کہ اپنی اولاد کو نماز کی تلقین کیا کرتے تھے۔ بڑی باقاعدگی سے تہجد پڑھنے والے تھے۔ جس دن فوت ہوئے اس دن بھی تہجد ادا کی اور والدہ کو بھی اٹھایا۔ نہایت خوش اخلاق اور لوگوں سے محبت کرنے والے تھے۔ کوئی برا سلوک بھی کرتا تو ہمیشہ صبر کرتے اور کبھی جواب نہیں دیتے تھے۔ اور لوگوں سے تعلقات بڑھانے میں بھی بڑے اچھے تھے اور کافی مشہور تھے۔ لوگ ایمان داری کی وجہ سے ان کے پاس امانتیں بھی رکھوا دیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کوئی بھی خاندان میں رنجش ہوتی تو ہمیشہ صلح کروانے والے تھے۔

مرحوم موصی بھی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مبارک احمد منیر صاحب برکینا فاسو میں مربی سلسلہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور اس وجہ سے اپنے والد کی وفات پر پاکستان بھی نہیں جا سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی اس جذبے اور قربانی سے خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔

چوتھا جنازہ غائب مکرم مویشیہے (Mwishehe) جمعہ صاحب کا ہے۔ یہ تنزانیہ کے تھے۔ یہ 13/ مارچ کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ 34-1933ء میں تنزانیہ کے ریجن موروگورو (Morogoro) میں ان کی پیدائش ہوئی۔ 1967ء میں یہ جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے اور ان کے جماعت میں شامل ہونے کا واقعہ اس طرح ہے کہ سنی علماء میں وہاں رواج تھا کہ فوت شدگان کا ختم دلوانے اور فوت شدہ بچے کا عقیقہ ایک ہی جگہ کرنے پر ان کو اختلاف تھا کہ یہ کیا ختم ہے اور فوت شدہ بچے کا یہ کیسا عقیقہ ہے۔ اس پر کہتے ہیں کیونکہ بعض سنی علما اس بچے کا عقیقہ کرنے کے قائل تھے جو جلد فوت ہو گیا ہو نہ کہ اس بچے کا جو زندہ ہوتا کہ ختم دلوا کر اور عقیقہ کر کے بار بار کھانے کے سامان پیدا ہو سکیں۔ انہوں نے اسلامی تعلیم میں تو کوئی ایسی تعلیم نہیں دیکھی تھی جس پر مولویوں کا عمل ہو رہا تھا۔ تو اس پہ ان کو بہت رنج ہوا اور مسلمانوں کی حالتِ زار پر بڑے افسردہ رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرما، تا کہ وہ آ کر اسلام کو دوبارہ زندہ کریں۔ تو مشنری انچارج صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے اپنے بیان کے مطابق جب ان کی ملاقات جمیل الرحمٰن رفیق صاحب سے ہوئی جو اس وقت وہاں مبلغِ سلسلہ تھے اور آج کل پاکستان میں وکیل التصنیف ہیں تو انہوں نے ان کو کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جس شخص نے اپنے وقت کے امام کو نہیں پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اس پر کہتے ہیں انہوں نے گمان کیا کہ میں نے امامِ وقت کو نہیں مانا اس لیے حقیقی مسلمان نہیں ہوں۔ فوراً خیال آیا اور پھر بغیر وقت ضائع کیے، فوراً انہوں نے بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد اپنے گاؤں میں گئے، اپنے بہن بھائیوں کو تبلیغ کی، خاندان والوں کو تبلیغ کی، دوستوں کو تبلیغ کی اور سب کو جمع کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا اور اسی سال کے دوران ان کے بھائی عیدی سلمان صاحب اور محمد جمعہ صاحب جو فوت ہو چکے ہیں اور جمعہ صاحب کی اہلیہ نے فوری طور پر ان کی تبلیغ سے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔ مرحوم کو سخت مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا لیکن آہستہ آہستہ لوگ جماعت میں شامل ہونے لگے اور ان کے گاؤں مکویونی (Mkuyuni) کے ساتھ ساتھ اطراف کے جتنے بھی دیہات ہیں ان میں جماعت کا بڑا اچھا نفوذ ہو گیا۔ مشنری انچارج لکھتے ہیں کہ اب مکویونی جماعت جو ہے موروگورو (Morogoro) ریجن کی ایک مثالی جماعت ہے اور وہ ان کی محنت سے قائم ہوئی، ہوئی جماعت ہے۔

جماعت میں شامل ہونے کے بعد وفات تک ان کے ہر عمل سے یہ اظہار ہوتا تھا کہ خلافت کے انتہائی شیدائی ہیں اور مبلغین کرام اور جماعتی عہدیداران کا بھی بڑا عزت اور احترام کیا کرتے تھے۔ جماعتی نظام کی بڑی پابندی کیا کرتے تھے۔ تبلیغ کا بڑا شوق اور جذبہ تھا اور ہمیشہ تبلیغ کرتے رہتے، کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ چندہ جات کی ادائیگی کرنے والوں میں صفِ اوّل میں شمار ہوتے تھے بلکہ ہر وقت اسی فکر میں رہتے تھے کہ کوئی بھی آمد ہو تو چندہ دوں اور یہ کہا کرتے تھے کہ اس عارضی دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ آپ موصی بھی تھے اور لوگوں کو اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کی تحریک کیا کرتے تھے۔ قیام نماز میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ پنجگانہ نماز کا التزام خود کرتے۔ اپنے بچوں اور پوتوں پوتیوں اور نواسے نواسیوں کو بھی اس کا التزام کروانے کی نصیحت کی۔ تہجد بڑے شوق سے ادا کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں آپ کو بہت یاد تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کا بھی بڑا شوق تھا۔ ان کے بیٹے شمعون جمعہ صاحب جو جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں استاد ہیں کہتے ہیں کہ 1987ء سے 1990ء کے دوران ہم تین بھائی جامعہ تنزانیہ میں پڑھتے تھے۔ (مبشر کا کورس وہاں ہوتا ہے) اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک دفعہ چھٹیوں کے دوران ہم بھائیوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ہم میں سے ایک بھائی جامعہ کی پڑھائی چھوڑ کر گھر واپس آ جائے اور والدین کا روزمرہ کے کاموں میں ہاتھ بٹائے اور ہم نے اس بات کا ذکر اپنے والد صاحب سے کیا تو انہوں نے اسے سخت برا منایا، ان کے بیٹے شمعون جمعہ صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے وہ دن نہیں بھولتا کہ والد صاحب بڑے جلال میں تھے اور انہوں نے ہمیں سمجھایا کہ اللہ پر توکل کرو اور جامعہ کی پڑھائی جاری رکھو اور پڑھائی بالکل نہیں چھوڑنی۔ انہوں نے اپنے تینوں بچوں میں جماعت کی خدمت کی ایک روح پھونکی۔

اللہ تعالیٰ ان سے رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے، درجات بلند کرے اور ان کی نسل کو بھی سچا خادمِ دین اور خادمِ اسلام بنائے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے نماز کے بعد میں ان سب کے جنازے ادا کروں گا۔ ایک جنازہ حاضر ملک اکرم صاحب کا ہے وہ مَیں باہر جا کے ادا کروں گا اور احباب یہیں مسجد کے اندر ہی نماز میں شامل ہوں۔

☆...☆...☆

سیرالیون کے۔ کونو۔KONO ریجن میں مسجد کا افتتاح

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سیرالیون کو3/ مئی2019ءکو KONO(کونو)ریجن کی جماعت TOMBODU(ٹمبوڈو) میں ایک خوبصورت مسجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ یہ مسجد KONO ریجن کی KAMARA CHIEFDOM کی جماعت TOMBODUمیں تعمیر کی گئی ہے۔

مسجد کا افتتاح امیر و مشنری انچارج سیرالیون مکرم سعیدالرحمٰن صاحب نے کیا۔ مکرم ڈاکٹر شیخو تاموصاحب (نائب امیراول)، مکرم طاہراحمد فرخ صاحب (ریجنل مشنری) اور مکرم سید معین شاہ صاحب آف یوکے بھی اس موقع پر موجود تھے۔ مؤخر الذکر کو گورنمنٹ سیکنڈری سکول کینیما میں دس سال پڑھانے کا موقع بھی ملا تھا اور اس وجہ سے انہیں وہاں پر اعزازی طور پر پیرااؤنٹ چیف کے مقام سے بھی نوازا گیا تھا۔ اس مسجد پر آنے والے خرچ کی ادائیگی کی سعادت بھی موصوف کو حاصل ہوئی ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز دن11 بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد معزز مہمانوں کا تعارف پیش کیا گیا۔ اس پروگرام میں کمارا چیفڈم کے پیراماؤنٹ چیف P.C. Aiah Melvin Ngekia II بھی شامل تھے۔ انہوں نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ وہ خود تو عیسائی ہیں مگر انہیں جماعت احمدیہ پسند ہے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی خدمات کا تذکرہ کیا نیز مساجد کے قیام کی اغراض بیان کیں۔ بعد ازاں مکرم محمد کابا صاحب (صدر جماعت) نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد مسجد کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا جو مکرم امیر صاحب نے کیا اور دعا کروائی۔ بعد دعا مسجد میں جمعۃ المبارک اور عصر کی نمازیں جمع کر کے ادا کی گئیں۔

اس بابرکت تقریب میں ایک پیراماؤنٹ چیف، ایک چیفڈم امام۔ 10 امام۔ ٹاؤن ہیڈ، چیفڈم سپیکر، احمدیہ سکولوں کے دو پرنسپل صاحبان، 20 اساتذہ، طلباء، غیر احمدی احباب اور ریجن کی 6 جماعتوں کے نمائندوں سمیت کل 350افراد نے شرکت کی۔

اس مسجد کا کل رقبہ دو ٹاؤن لاٹ ہے اور مسجد کا مسقّف احاطہ 47*35فٹ ہے اور اس میں 150نمازیوں کی گنجائش ہے۔ اس مسجد پر 46ملین لیونز سے زائد رقم خرچ ہوئی۔ مقامی جماعت کے مردوزن نے اس مسجد کی تعمیر میں وقارعمل کے ذریعہ بھرپور حصہ لیا جبکہ اس مسجد کے تعمیری کام کی نگرانی کی سعادت مکرم طاہر احمد فرخ صاحب، ریجنل مشنری، مکینی ریجن نے حاصل کی۔

اس موقع پر لوکل ریڈیو کے نمائندے بھی موجود تھے اور اس مسجد کے افتتاح کی خبر لوکل ریڈیو radio kono پر بھی نشر ہوئی۔

(رپورٹ: عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، سیرالیون)

ناروے کے قومی دن کے موقع پر لجنہ اماء اللہ کا سالانہ تبلیغی پروگرام

گزشتہ پانچ سالوں سے لجنہ اماء اللہ ناروے کو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ناروے کے قومی دن کے موقع پر سالانہ تبلیغی پروگرام منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے جس میں ناروے کے سیاستدانوں کے ساتھ ساتھ مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والی خواتین کافی تعداد میں شامل ہوتی ہیں۔ اس تقریب میں اب خدا کے فضل سے تین سو کے قریب خواتین شامل ہوتی ہیں جن میں غالب اکثریت مہمانوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

امسال بھی لجنہ اماء اللہ کو 2/ مئی کو یہ پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں پارلیمینٹ سے مختلف جماعتوں کی نمائندگان، مئیر اوسلو، انچارج پولیس ستتونر کے ساتھ ساتھ مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والی تین سو کے قریب خواتین شامل ہوئیں جن میں 150مہمان خواتین شامل ہیں۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قران کریم سے ہوا۔ اس کے بعد جماعت کے تعارف پر ایک پریزنٹیشن دکھائی گئی اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ پروگرام پر مشتمل سلائیڈز بھی دکھائی گئیں۔ بعد ازاں قومی ترانہ پڑھا گیا۔ اس موقع پر سیاستدان، مئیر، لوکل انچارج پولیس، سیکرٹری تبلیغ اور نیشنل صدر صاحبہ لجنہ نے حاضرین سے خطاب کیا۔ پروگرام کا موضوع تھا: 'Alt for Norge' یعنی ہم اپنے وطن کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔

تمام مہمانوں نے اس بات کا اظہا کیا کہ مسجد نے ہمیں ایک پلیٹ فارم مہیا کیا ہے جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر معاشرے کو بہتر بنانے میں حصّہ لے سکتے ہیں۔ اسی طرح اس پروگرام میں روایتی کھانے بھی مہمانوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں جو کہ مہمانوں کے لیے لجنہ خود بناتی ہیں۔ دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ بعد میں مہمانوں کو مسجد کی سیر کروائی گئی۔

(رپورٹ: انعم سحر اسلام، سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ ناروے)

☆...☆...☆

جماعت احمدیہ کینیڈا کی 43 ویں مجلس شوریٰ (2019ء) کا انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کینیڈا کی 43 ویں مجلس شوریٰ 26 تا28 اپریل 2019ء کو مسجد بیت الاسلام میپل میں منعقد ہوئی۔

امسال کینیڈا کی مختلف جماعتوں کی طرف سے موصول شدہ دس تجاویز میں سے چار تجاویز کو نیشنل مجلس شوریٰ میں شامل کرنے کی تجویز پیش کی گئی جس کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظوری عطا فرمائی۔

یہ تجاویز مندرجہ ذیل تھیں:

1۔ سالانہ بجٹ برائے سال 2019 ۔ 2020ء

2۔ احمدیہ اسکولز کا قیام

3۔ جماعتی رابطوں کے لیے سوشل میڈیا کا استعمال

4۔عہدیداران اور عام احمدی احباب کے درمیان مضبوط رابطے

مندرجہ بالا امور پر ممبران شوریٰ نے سب کمیٹیوں میں اپنی اپنی رائے کا بھرپور اظہار کیا۔

شوریٰ کے دوسرے روز نیشنل مجلس عاملہ برائے سال 2019 تا2022ء کے لیے انتخاب بھی ہوئے۔ تیسرے روز کے چوتھے اور فائنل اجلاسات میں بھی مندرجہ بالا تجاویز پر نمائندگان نے حصہ لیا۔

آخری روز کے اجلاس میں امیر جماعت کینیڈا محترم ملک لال خان صاحب نے اختتامی خطاب کیا۔ آخر میں اجتماعی دعا کے ساتھ 43 ویں مجلس شوریٰ اختتام پذیر ہوئی۔

حاضری: ٹوٹل نمائندگان = 383، مرد نمائندگان = 353 ، لجنہ نمائندگان= 30، نوٹ: مرد نمائندگان میں مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے تین، تین نمائندگان ٹوٹل 6/ نمائندے بھی شامل تھے۔

(رپورٹ: ناصر احمد وینس۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، کینیڈا)

☆...☆...☆

ناروے کے قومی دن کے موقع پر منعقد ہونے والے پروگرام کی ایک جھلک (مسجد بیت النصر، اوسلو)

نیشنل مجلس شوریٰ جماعت احمدیہ کینیڈا کے نمائندگان کی ایک گروپ فوٹو

بقیہ: سیرت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ....از صفحہ نمبر 4

حضور نے میری طرف دیکھ کرفرمایا کہ میاں عبدالعزیز آؤ مصافحہ تو کرلو۔ چنانچہ دوستوں نے مجھے راستہ دے دیا اور میں نے جاکر مصافحہ کرلیا (سیرت المہدی جلد اول صفحہ 567)۔ پس حضور علیہ السلام اکثر مرتبہ صحابہ کے چہروں سے ان کے دل کی حالت سمجھ جایا کرتے تھے اور پھر اگر ان کو کسی مشکل میں پاتے تو ان کی اس مشکل کو دور کرنے کی کوشش کرتے، ایسے بے شمار واقعات ہیں۔

حضور کی صحبت سے جہاں اپنے مستفید ہوتے وہاں غیروں کے لیے بھی آپ ایک رحمت کا نشان تھے۔ آپ علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد ہر طرف سے آپ کے خلاف ایک طوفانِ بدتمیزی برپا ہوا اور بے شمار دشمن آپ کے خلاف کھڑے ہو گئے مگر آپ نے کبھی کسی سے نفرت نہیں کی بلکہ ان تمام دشمنوں کو ہمیشہ جب بھی موقع ملا فائدہ پہنچانے کی کوشش کی۔ دور دور سے لوگ آتے اور آپ کے سامنے آپ کے خلاف بدزبانی کر کے چلے جاتے مگر آپ کبھی کسی ایسی بات کو توجہ نہ دیتے تھے۔ آپ کے خلاف جھوٹے مقدمات بھی قائم کیے گئے مگر ہمیشہ جب بھی ایسے دشمن سے بدلہ لینے کا موقع ہاتھ آتا تو آپ ان کا فیصلہ خدا تعالیٰ پر چھوڑتے ہوئے ان کو معاف کر دیا کرتے۔ آپ علیہ السلام اپنی ذات کے خلاف ہر قسم کے وار سے بے پروا تھے اور اپنے دشمن سے بھی انسانی ہمدردی کے تقاضوں کو اسی طرح پورا کرتے جس طرح کہ اپنے دوستوں سے۔ ایک مرتبہ ایک مولوی قادیان آیا اور آپ کے منہ پر آپ کو دجال کہہ بیٹھا مگر اس بات کا بھی آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے اندر تشریف لے گئے۔ پھر وہ چلا گیا اور امرتسر جا کر اس نے ایک اشتہار چھپوایا اور اس میں یہ واقعہ بیان کیا کہ میں نے یہ الفاظ کہے لیکن بابو جو داس کے جب آپ (علیہ السلام) اندر تشریف لے گئے تو میں نے ایک رقعہ بھیجا کہ میں ضرورت مند ہوں، کچھ سلوک میرے ساتھ کرنا چاہیے۔ آپ نے فوراً پندرہ روپے بھیج دیے۔ آپ بہت سخی ہیں اور آپ کے منہ پر بھی سخت لفظ کہا جائے تو آپ رنج نہیں کرتے۔ (اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 216)۔ اس آدمی کی مدد کے لیے اس کو پندرہ روپے عنایت کرنے کا ذکر حضور نے کسی سے نہ کیا تھا اور یہ بات اس اشتہار کے ذریعہ کھلی۔ یہ وہ اعلیٰ اخلاق تھے جو حضور علیہ السلام نے اس دنیا میں قائم کیے۔

غصہ آپ علیہ السلام کو بالکل نہ آتا تھا۔ آپ نے خود ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے بعض اوقات غصہ کی حالت تکلف سے بنانی پڑتی ہے ورنہ خود طبیعت میں بہت کم غصہ پیدا ہوتا ہے (سیرت المہدی جلد اول 257)۔ آپ کے خلاف بہت سے لوگوں نے بدزبانی کی۔ آپ کے خلاف ہر قسم کی دل دکھانے والی باتیں کی گئیں مگر آپ کبھی ایسی باتوں کی پروا نہ کیا کرتے تھے اور آپ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے بدلہ نہیں لیا۔ لیکن اگر کبھی آپ کو کسی بات پر غصہ آیا ہے یا کوئی بات ناگوار گزری ہے تو وہ صرف اور صرف خدا اور اس کے رسولؐ کی غیرت میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف آپ ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اور پھر چاہے سامنے کوئی بھی ہو آپ پروا نہ کیا کرتے تھے۔ آپ نے اسی وجہ سے اپنے بعض رشتہ داروں سے قطع تعلق بھی کیا ہے، ایک دفعہ بعض صحابہ پر سخت ناراض بھی ہوئے جب وہ ایک ایسی مجلس سے فوراً نہ اٹھ آئے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی کی جارہی تھی اور آپ نے اپنے ان دشمنوں کا سلام تک لینا پسند نہیں کیا جو آپ کے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف بدزبانی کرتے تھے۔ پس یہی وہ عشق تھا جس کی وجہ سے آسمان پر آپ کی عزت کی گئی اور آپ اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بن گئے۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ السلام کی سیرت کے بارہ میں لکھتے ہیں:

’’آپ میں ایک مقناطیسی جذب تھا۔ ایک عجیب کشش تھی، رعب تھا، برکت تھی، موانست تھی، بات میں اثر تھا، دعا میں قبولیت تھی، خدام پروانہ وار حلقہ باندھ کر آپ کے پاس بیٹھتے تھے اور دلوں سے زنگ خود بخود دھلتا جاتا تھا… آپ فصیح و بلیغ تھے۔ نہایت عقلمند تھے۔ دور اندیش تھے۔ سچے تارک الدنیا تھے۔ سلطان القلم تھے اور حسب ذیل باتوں میں آپ کو خاص خصوصیت تھی۔ خدا اور اس کے رسول کا عشق، شجاعت، محنت، توحید و توکل علی اللہ، مہمان نوازی، خاکساری، اور نمایاں پہلو آپ کے اخلاق کا یہ تھا کہ کسی کی دل آزاری کو نہایت ہی ناپسند فرماتے تھے۔ اگر کسی کو بھی ایسا کرتے دیکھ پاتے تو منع کرتے۔ آپ نماز باجماعت کی پابندی کرنے والے، تہجد گزار، دعا پر بے حد یقین رکھنے والے، سوائے مرض یا سفر کے ہمیشہ روزہ رکھنے والے، سادہ عادات والے، سخت مشقت برداشت کرنے والے اور ساری عمر جہاد میں گزارنے والے تھے… آپؑ کو کسی نشہ کی عادت نہ تھی۔ کوئی لغو حرکت نہ کرتے تھے، کوئی لغو بات نہ کیا کرتے تھے، خدا کی عزت اور دین کی غیرت کے آگے کسی کی پروا نہیں کرتے تھے۔ آپؑ نے ایک دفعہ اعلانیہ ذب تہمت بھی کیا۔ ایک مرتبہ دشمن پر مقدمہ میں خرچہ پڑا۔ تو آپؑ نے اس کی درخواست پر اسے معاف کر دیا۔ ایک فریق نے آپؑ کو قتل کا الزام لگا کر پھانسی دلانا چاہا مگر حاکم پر حق ظاہر ہو گیا۔ اور اس نے آپؑ کو اختیار دیا کہ آپؑ ان پر قانوناً دعویٰ کر کے سزا دلا سکتے ہیں مگر آپؑ نے درگزر کیا۔ آپؑ کے وکیل نے عدالت میں آپؑ کے دشمن پر اس کے نسب کے متعلق جرح کرنی چاہی۔ مگر آپؑ نے اسے روک دیا۔ غرض یہ کہ آپؑ نے اخلاق کا وہ پہلو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جو معجزانہ تھا، سراپا حسن تھے سراسر احسان تھے۔ اور اگر کسی شخص کا مثیل آپؑ کو کہا جاسکتا ہے تو وہ صرف محمد رسول اللہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور بس۔‘‘ (سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 825)

غرض کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا وجود واقعی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رحمت کا نشان تھا جس نے رحمت کے بیج کو چاروں طرف بکھیرا مگر بڑا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جس پر یہ بیج آکر گرا تو صحیح مگر اس نے ایک بنجر زمین کی طرح اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(نوٹ: یہ مضمون روزنامہ الفضل میں دو قسطوں کی صورت میں مورخہ 20 تا 21 دسمبر 2013ء کو شائع ہوا تھا۔ اب اس مضمون میں کچھ اضافہ و تبدیلی کر کے دوبارہ تیار کیا گیا ہے۔ مؤلف)

☆...☆...☆

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29 مئی 2017ء بروز سوموار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت میں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ شمامہ ماہم (واقفہ نَو) کا ہے، جو مسعود احمد صاحب مرحوم (نوٹنگھم) کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح عزیزم مرزا عثمان بن فاروق کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن کے ولی ان کے بھائی شعیب احمد صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور فرمایا:۔ اگلا نکاح خولہ توقیر صاحبہ کا ہے جو ڈاکٹر توقیر احمد صاحب (امریکہ) کی بیٹی ہیں۔ یہ نکاح وسیم رضا اظہر کے ساتھ بیس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو ملک محمود اظہر صاحب (یوکے) کے بیٹے ہیں۔

حضور انور نے اس دوسرے نکاح کے فریقین میں ایجاب وقبول کروانے کے بعد ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لیے دعا کروائی اور پھر دونوں نکاحوں کے فریقین کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن برطانیہ کی ورکشاپ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن یوکے کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی سے وقف نو بچوں کو جو ڈاکٹر بننے کی خواہش رکھتے ہیں اُن کی تعلیم و تربیت، اُن کے میڈیکل کالج کے امتحانات کی تیاری، Work Experience جو میڈیکل میں داخلے سے پہلے کرنا ضروری ہوتا ہے وغیرہ ان تمام امور میں مدد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

اس سلسلہ میں احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن کو اپنی نیشنل میڈیکل سٹوڈنٹس کی پہلی میٹنگ 20/اپریل 2019ء کو بمقام بیت الاحسان، Mitcham منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں کُل 65 طلباء وطالبات نے شرکت کی۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حارث غفور احمد صاحب کو کرنے کی سعادت ملی۔ اس کے بعد صدر احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن مکرم ڈاکٹر سید مظفر احمد صاحب نے ایسوسی ایشن کا تعارف کروایا اور حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں درج ذیل لیکچرز دیے گئے۔ نیز لیکچرار سے بعض سوالات بھی کیے گئے۔

☆...مریض سے بیماری کے متعلق تفصیل دریافت کرنے کا طریق۔ از ڈاکٹر محمود صاحب (ہارٹ سپیشلسٹ)

☆...برطانیہ میں میڈیکل پاس کرنے اور سپیشلسٹ بنے کے مراحل اور اُن کی تفصیلات۔ از ڈاکٹر ندِا بشارت احمد صاحبہ

☆...برطانوی ہیلتھ سسٹم میں ریسرچ اور آڈٹ۔ از خاکسار۔

☆...برطانیہ میں میڈیکل کے امتحان، IELTS اور جنرل میڈیکل کونسل سے رجسٹریشن۔ از ڈاکٹر احسان نواز صاحب

☆...برطانیہ کے ہیلتھ سسٹم میں clinical attach-ment اور elective کی معلومات۔

☆...برطانیہ کے ڈینٹل سسٹم میں کام کرنے کے لیے دوسرے ملکوں سے تربیت یافتہ ڈاکٹرز کو کس طرح اپلائی کرنا چاہیے۔ از ڈاکٹر ذکی رحمان صاحب

لیکچرز کے بعد کھانے اور نماز کی ادائیگی کے لیے وقفہ تھا۔

شام کے اجلاس میں مکرم ڈاکٹر محمود صاحب نے وقفِ عارضی کی ضرورت اور اس کے لیے اپلائی کرنے کے حوالہ سے معلوماتی لیکچر دیا نیز سوالات کے جوابات بھی دیے۔ اس کے بعد ڈاکٹر شاہ زیب احمد صاحب نے خطرناک بیمار شخص کی دیکھ بھال کے حوالہ سے لیکچر دیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر

....باقی صفحہ نمبر 16 پر....

پریس ریلیز

2018ء: وطن عزیز پاکستان میں احمدیوں کے بنیادی انسانی حقوق کی پامالی کا سلسلہ جاری رہا۔

بانی جماعت احمدیہ کا تمام لٹریچر اور جماعت احمدیہ کے تمام جرائد کے ساتھ ساتھ احمدیوں کی ویب سائٹ بھی پابندی کی زد میں رہی۔ پاکستانی احمدی آزادی اظہار رائے کے حق سے محروم رہے۔

عام انتخابات میں مساوی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مذہبی تفریق کی بناپر صرف احمدیوں کے لیے الگ ووٹر لسٹ بنائی گئی۔

منظم منصوبہ بندی کے تحت احمدی عبادت گاہوں کو پرتشدد ہجوم نے نقصان پہنچایا۔ انتظامیہ تحفظ فراہم کرنے میں ناکام رہی۔

احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز مہم جو خصوصاً سوشل میڈیا پر چلتی رہی اور اس پر حکومتی اداروں نے بے حسی اور مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا۔

اردو ذرائع ابلاغ نے احمدیوں کے خلاف 2389 نفرت انگیز خبریں اور 300 مضامین شائع کیے۔

احمدیوں کے خلاف امتیازی قوانین ختم کرتے ہوئے بنیادی انسانی حقوق بحال کیے جائیں: ترجمان جماعت احمدیہ پاکستان

چناب نگر۔ پ ر۔ جماعت احمدیہ نے پاکستان میں اپنے ساتھ ہونے والے امتیازی اور متعصّبانہ سلوک کے حوالے سے سالانہ رپورٹ جاری کر دی۔ ترجمان جماعت احمدیہ سلیم الدین نے رپورٹ جاری کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی احمدی ایک طویل عرصہ سے بنیادی انسانی حقوق سے محروم ہیں۔ سال 2018ء میں بھی احمدی بنیادی حقوق سے محروم رہے۔ انہوں نے کہا کہ گذشتہ سال احمدیوں کے ساتھ ہونے والے امتیازی اور متعصّبانہ سلوک میں شدت محسوس کی گئی۔ نفرت انگیز مہم عروج پر رہی۔ انتخابات کا سال ہونے کی بنا پر سیاسی جماعتوں کے امیدواروں بشمول وزیر اعظم پاکستان عمران خان نے مذہبی انتہا پسند طبقے کی خوشنودی کے حصول کے لیے احمدیوں کے خلاف نفرت انگیز بیانات دیے۔ جبکہ انتخابات میں صرف احمدیوں کے لیے الگ ووٹر لسٹ بنا کر احمدیوں کو مرکزی سیاسی دھارے سے الگ کر دیا گیا جو کہ جمہوریت کے بنیادی اصول اور مخلوط طرز انتخاب کی روح کے خلاف ہے۔

ترجمان نے مزید کہا کہ احمدیوں کو پاکستان میں مذہبی آزادی حاصل نہیں اور آئے روز حکومت کی جانب سے ایسے اقدامات کیے جاتے ہیں جن کے نتیجے میں پاکستان میں احمدیوں کے لیے معمول کی زندگی گزارنا ناممکن بنا دیا گیا ہے۔ احمدیوں کو تبلیغ پر پابندیوں کے ساتھ ساتھ مذہبی فرائض کی بجا آوری پر بھی دشواری کا سامنا ہے اور انہیں مسلسل بے جا مقدمات میں گھسیٹا جا رہا ہے۔

ترجمان نے کہا کہ قومی شناختی کارڈ کے حصول کے لیے NADRA کے مجوزہ فارم میں کالم نمبر 20 میں شہری اپنا مذہب بیان کرتا ہے۔ جو فرد اپنا مذہب اسلام بیان کرتا ہے اس کو آئین پاکستان میں دی گئی ''مسلم'' کی تعریف پہ مبنی حلفیہ بیان پر دستخط کرنا پڑتے ہیں۔ اس کے باوجود اس فارم میں کالم نمبر 38 کا غیر ضروری اور غیر منطقی اضافہ کر کے آئینی طور پر غیر مسلم افراد کو اپنے غیر مسلم ہونے کا حلف دینا پڑ رہا ہے۔ کالم نمبر 38 صرف احمدیوں کو دیوار سے لگانے کے لیے فارم میں شامل کیا گیا ہے۔ اسی طرح سرکاری ملازمین سے حلف لیا جا رہا ہے کہ وہ مسلمان ہیں یا غیر مسلم۔ مذہب کے مقدس نام پر پاکستانیوں کو تقسیم کیا جا رہا ہے۔ جس سے صرف امتیازی اور متعصّبانہ رویوں کو فروغ مل رہا ہے۔

ترجمان جماعت احمدیہ سلیم الدین نے پاکستان کے طول و عرض میں احمدیوں کے خلاف بڑھتی ہوئی نفرت انگیز مہم پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مذہبی انتہاپسند عناصر کے علاوہ حکومتی ادارے بھی احمدیوں کے متعلق پرتشدد نظریات کے پھیلاؤ میں مصروف ہیں۔ وفاقی حکومت کے زیر انتظام اسلام آباد میں ''ختم نبوت اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں'' کے عنوان سے ہونے والی کانفرنس میں وزیر اعظم کی موجودگی میں مولوی احمد علی سراج نے احمدیوں سے نمٹنے کے لیے پُرتشدد اقدامات کی کھلے عام تحریک کی۔

ترجمان جماعت احمدیہ نے کہا کہ ملک کے مختلف حصوں میں پڑھائے جانے والے تعلیمی نصاب میں احمدیوں کے خلاف نفرت و تشدد کی تعلیم دی جا رہی ہے جبکہ حکومت کا دعویٰ ہے کہ وہ ہم آہنگی اور رواداری پر مبنی نصاب تشکیل دے رہی ہے۔

ترجمان نے کہا کہ 1984ء کے امتیازی قوانین کے بعد سے اب تک احمدیوں کے قتل، ہدف بنا کر قاتلانہ حملوں کا نشانہ بنانے، جماعت احمدیہ کی عبادتگاہوں کو آگ لگانے، زبردستی قبضہ کرنے اور یہاں تک کہ دنیا سے گزر جانے والے احمدیوں کے ساتھ بدسلوکی کیے جانے کے واقعات مسلسل بڑھ رہے ہیں۔ اس حوالے سے اعداد و شمار منسلک ہیں۔

ترجمان نے کہا کہ نیشنل ایکشن پلان میں یہ واضح ایجنڈا دیا گیا تھا کہ نفرت انگیز تحریر و تقریر کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ تاہم پاکستان بھر میں احمدیوں کے خلاف کھلے عام نفرت کی ترغیب دی جاتی ہے۔ سوشل میڈیا پر تو جماعت احمدیہ کے خلاف اس قدر نامناسب اور غلیظ مواد موجود ہے کہ اس کی مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔ حکومتی ادارے اس ضمن میں مکمل طور پر چشم پوشی سے کام لے رہے ہیں۔

ترجمان جماعت احمدیہ نے پاکستان کے اردو ذرائع ابلاغ کے رویہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ 2018ء کے دوران 2389 بے بنیاد اور جھوٹی خبریں اور 300 مخالفانہ مضامین یکطرفہ طور پر شائع کیے گئے اور کسی ایک موقع پر ہمارا موقف لینے کے لیے رابطہ نہیں کیا گیا جو کہ صحافت کے بنیادی ضابطہ اخلاق کے خلاف ہے۔ اگر کسی موقع پر جماعت احمدیہ نے اپنا موقف دیا تو اس کو نظرانداز کر دیا گیا۔ 6 ستمبر کو یوم دفاع و یوم شہداء کے موقع پر ایک اہم ملکی جریدے نے جماعت احمدیہ کا اشتہار شائع کر دیا لیکن مٹھی بھر انتہا پسندوں کے کہنے پر اخبار نے اپنے ایمان کی وضاحت کرتے ہوئے معذرت شائع کی اور اشتہار بک کرنے والے اپنے نامہ نگار کو بھی فارغ کر دیا۔

ترجمان نے احمدیوں کے خلاف امتیازی قوانین کو ختم کرتے ہوئے بنیادی انسانی حقوق کی بحالی کا مطالبہ کیا ہے اور پاکستان کے انصاف پسند حلقوں سے اپیل کی ہے کہ وہ احمدیوں اور دوسری برادریوں کے مذہبی بنیادوں پر بنیادی حقوق کی پامالی پر آواز بلند کریں کیونکہ یکساں اور مساوی حقوق ہر شہری کا حق ہیں اور ان حقوق کو نظرانداز کرنے کی بنا پر وطن عزیز میں آج نفرت اور تشدد کو فروغ مل رہا ہے۔

احمدیوں کے انسانی حقوق کی پامالی کے حوالے سے اعداد و شمار

1984ء کے امتیازی قوانین کے اجراء تا 31 دسمبر 2018ء

☆… عقیدے کے اختلاف کی بنا پر ہدف بنا کر شہید کیے جانے والے احمدیوں کی تعداد 262

☆… عقیدے کے اختلاف کی بنا پر قاتلانہ حملوں کا نشانہ بننے والے احمدیوں کی تعداد 388

☆… مسمار کی جانے والی احمدی مساجد کی تعداد 28

☆… انتظامیہ کی جانب سے سربمہر کی جانے والی احمدی مساجد کی تعداد 39

☆… ہجوم کے ہاتھوں احمدی مساجد کے جلانے اور توڑ پھوڑ کے واقعات 23

☆… احمدی مساجد جن پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا 17

☆… انتظامیہ کی جانب سے احمدی مساجد کی تعمیر روکی گئی 58

☆… تدفین کے بعد احمدی افراد کی قبر کشائی کے واقعات 39

☆… مشترکہ قبرستانوں میں احمدیوں کی تدفین روکی گئی 69

☆… احمدیوں کے گھروں اور دکانوں سے کلمہ مٹایا گیا 43

☆… احمدی مساجد سے کلمہ مٹانے کے واقعات کی تعداد 103

مذہبی بنیادوں پر، احمدیوں پر درج ہونے والے مقدمات کی تعداد

1984ء کے امتیازی قوانین کے اجراء تا 31 دسمبر 2018ء

☆… کلمہ طیبہ لکھنے کے ''جرم'' میں مقدمات 765

☆… اذان دینے پر مقدمات 38

☆… خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر 447

☆… اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے پر 161

☆… نماز ادا کرنے پر 93

☆… تبلیغ کرنے پر 819

☆… 1989ء میں صد سالہ جشن تشکر منانے پر 27

☆… کسوف و خسوف کا نشان پورا ہونے کی ایک صدی مکمل ہونے کی خوشی منانے پر 50

☆… پمفلٹ ''ایک حرف ناصحانہ'' تقسیم کرنے پر 27

☆… پمفلٹ ''مباہلہ'' تقسیم کرنے پر 148

☆… توہین قرآن کے بے بنیاد الزام پر 46

☆… توہین رسالت کے بے بنیاد الزامات پر 315

☆… احمدی ہونے کی بنا پر مختلف دفعات کے تحت قائم ہونے والے مقدمات 1220

جماعت احمدیہ کے چوتھے امام پر جبکہ وہ لندن میں مقیم تھے، درج ہونے والے مقدمات 16

جماعت احمدیہ کے پانچویں امام پر جبکہ وہ لندن میں مقیم ہیں، درج ہونے والے مقدمات 2

☆… ربوہ شہر کے تمام احمدیوں پر 1989ء اور 2008ء میں 298 –سی کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔ ایک اندازے کے مطابق ربوہ کی آبادی 60000 ہزار ہے۔

☆… کوٹلی کے تمام احمدیوں کے خلاف اپنی مسجد کی مرمت کرنے پر 2008ء میں مقدمہ درج کیا گیا۔

☆… کل تعداد مقدمات 4174

☆…☆…☆

روزنامہ ''گلدستہ علم و ادب'' لندن

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے روزنامہ ''گلدستہ علم و ادب'' لندن کی Apple (iOS) users فون کی app بھی Launch کر دی گئی ہے۔ اس سے قبل Android فون کی app آچکی ہے۔ ہر دو Apps افادۂ عام کے لیے دی جا رہی ہیں۔ احباب سے ان ہر دو apps سے استفادہ کی درخواست ہے۔

1-Android: https://play.google.com/store/apps/details?id=org.alislam.guldasta

2-Apple: https://itunes.apple.com/us/app/guldasta/id1450021748?mt=8

''گلدستہ علم و ادب'' کو اس کی ویب سائٹ www.guldasta.org پر یو کے وقت کے مطابق روزانہ 00:02 پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس میں مضامین، آرٹیکلز، اطلاعات و اعلانات بھجوانے کے لئے ذیل کی ای میل یا واٹس ایپ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

info@guldasta.org +44-7441-909530

(مدیر گلدستہ علم و ادب)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مسائل رمضان المبارک

از ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(رحمت اللہ بندیشہ۔ مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

قسط نمبر 2

جن کا روزانہ کا معمول سفر ہے وہ مسافر شمار نہیں ہوتے لیکن جو طاقت رکھتے ہیں ان کے لیے اور اگر عارضی طور پر بعض مجبوریوں کی وجہ سے تم روزہ نہیں رکھ سکتے مثلاً کوئی ہنگامی سفر آ گیا ہے، کوئی ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے روزے رکھنا مشکل ہے تو فرمایا فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ۔ پھر دوسرے دنوں میں یہ تعداد پوری کرو۔ پس کسی کو یہ خیال نہیں ہونا چاہیے کہ مَیں بیمار ہو گیا ہوں یا سفر آ گیا ہے تو اس رعایت کی وجہ سے کہ ان دنوں میں روزے نہ رکھو ایسی حالت میں روزے معاف ہو گئے ہیں۔ نہیں، اگر ایمان میں ترقی چاہتے ہو، اگر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہو تو جب صحت ہو جائے یا جو روزے ہنگامی سفر کی وجہ سے ضائع ہوئے ہیں، چھوڑے گئے ہیں، انہیں رمضان کے بعد پورا کرنا ضروری ہے اور یہی ایک متقی کی نشانی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو سہولت دی ہے اس سہولت سے فائدہ کا جواز اس وقت تک ہے جب تک وہ حالت قائم ہے جس کی وجہ سے سہولت ملی ہے۔ لیکن یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ بیماری بھی ایسی ہو، حقیقی تکلیف دہ بیماری ہو جس کی وجہ سے روزہ رکھنا مشکل ہو، بہانے نہ ہوں۔ جس طرح جن لوگوں کا کام ہی سفر ہے مثلاً ڈرائیور ہے یا کاروبار کے لیے یا ملازمت کی وجہ سے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے لمبا سفر کرنا پڑتا ہے، تو ان کے لیے سفر نہیں ہے۔ یہ مَیں اس لیے کھول کر بتا رہا ہوں کہ ایک طبقے میں خاص طور پر جن ملکوں میں موسم کی شدت ہوتی ہے بلاوجہ روزے نہ رکھنے کا جواز تلاش کیا جاتا ہے۔"

(خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 382)

روزوں کے حوالہ سے حقیقی بیمار کون شمار ہوتا ہے؟

لیکن بعض دفعہ بعض لوگ دوسری طرف بہت زیادہ جھک جاتے ہیں بعض اس سہولت سے کہ مریض کو سہولت ہے خود ہی فیصلہ کر لیتے ہیں کہ میں بیمار ہوں اس لیے روزہ نہیں رکھ سکتا۔ اور پوچھو تو کیا بیماری ہے؟ تم تو جوان آدمی ہو، صحت مند ہو، چلتے پھر رہے ہو، بازاروں میں پھر رہے ہو، بیماری ہے تو ڈاکٹر سے چیک اپ کرواؤ تو جواب ہوتا ہے کہ نہیں ایسی بیماری نہیں بس افطاری تک تھکاوٹ ہو جاتی ہے، کمزوری ہو جاتی ہے۔ تو یہ بھی وہی بات ہے کہ تقویٰ سے کام نہیں لیتے۔ نفس کے بہانوں میں نہ آؤ۔ فرمایا یہ ہے کہ نفس کے بہانوں میں نہ آؤ۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل کا حال جانتا ہے۔ خوف کا مقام ہے۔ یہی نہ ہو کہ ان بہانوں سے کہیں ان حکموں کو ٹال کر حقیقت میں کہیں بیمار ہی بن جاؤ۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں: "بے شک یہ قرآنی حکم ہے کہ سفر کی حالت میں اور اسی طرح بیماری کی حالت میں روزے نہیں رکھنے چاہئیں اور ہم اس پر زور دیتے ہیں تا قرآنی حکم کی ہتک نہ ہو مگر اس بہانے سے فائدہ اٹھا کر جو لوگ روزہ نہیں رکھ سکتے ہیں اور پھر وہ روزہ نہیں رکھتے یا ان سے کچھ روزے رہ گئے ہیں اور وہ کوشش کرتے تو انہیں پورا کر سکتے تھے لیکن ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو وہ ایسے ہی گنہگار ہیں جس طرح وہ گنہگار ہے جو بلاعذر رمضان کے روزے نہیں رکھتا۔ اس لیے ہر احمدی کو چاہیے کہ جتنے روزے اس نے غفلت یا کسی شرعی عذر کی وجہ سے نہیں رکھے وہ انہیں بعد میں پورا کرے۔" (بحوالہ فقہ احمدیہ صفحہ 293)

یہ فتویٰ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا۔ تو یہ افراط اور تفریط دونوں ہی غلط ہیں۔ ہمیشہ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے روزے رکھنے یا نہ رکھنے کا فیصلہ کرنا چاہیے۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 دسمبر تا 25 دسمبر 2003ء۔ خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 426-427)

کن لوگوں کے لیے روزہ کا فدیہ ہے؟ اور اس کی مقدار؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو طاقت رکھتے ہیں، مالی وسعت رکھتے ہیں اگر کسی وجہ سے وہ روزہ نہیں رکھ سکے تو فدیہ دیا کریں۔ اور فدیہ کیا ہے ایک مسکین کو کھانا کھلانا۔ اس کے مطابق جس طرح تم خود کھاتے ہو کیونکہ دوسرے کی عزت نفس کا بھی خیال رکھنے کا حکم ہے۔ اس لیے اچھا کھانا کھلاؤ، یہ نہیں کہ میں روزے رکھتا تو اعلیٰ کھانے کھاتا لیکن تم چونکہ کم حیثیت آدمی ہو اس لیے تمہارے لیے فدیہ کے طور پر یہ بچا کھچا کھانا ہی موجود ہے۔ نہیں۔ یہ نہیں ہے، تمہاری نیکی تو اس وقت ہی نیکی شمار ہو گی جب تم خدا کی رضا کی خاطر یہ کر رہے ہو گے نہ کہ اس غریب پر احسان جتانے کے لیے۔ تو جب تم خدا کی رضا کی خاطر یہ فدیہ دو گے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اس بیماری کی حالت کو صحت میں بدل دے۔ کیونکہ فرمایا کہ تمہارا روزے رکھنا بہرحال تمہارے لیے بہتر ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں: "(وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ)۔ ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لیے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے"۔ یعنی ایک بیمار مریض، بہت زیادہ لاغر کمزور ہو، ٹی بی کا مریض ہی ہو بے شک۔ "تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جاوے اور یہ خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں۔ اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا طاقت بخش دے گا"۔ لیکن بعض لوگوں کی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ باوجود خواہش کے روزہ نہیں رکھ سکتے اور مستقلاً فدیہ دینا پڑتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا اپنی حیثیت کے مطابق فدیہ دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو جانتا ہے یہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس میں بیان فرمایا۔ آپ نے آگے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس اُمّت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے لیے رکھی ہیں۔ "میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا۔ اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے"۔ یعنی بہادر ثابت کرے۔ "جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش مَیں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لیے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لیے روزہ رکھیں گے"۔ فرمایا اس کا دل اس بات کے لیے گریاں ہے، بہت تڑپ رہا ہے، بہت افسوس کر رہا ہے، تو فرشتے اس کے لیے روزہ رکھیں گے "بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا"۔

(البدر 12 دسمبر 1903ء، ملفوظات جلد چہارم صفحہ 258-259)

(الفضل انٹرنیشنل 19 دسمبر تا 25 دسمبر 2003ء۔ خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 428-427)

کون کون احباب صرف فدیہ ادا کر سکتے ہیں؟

"اللہ تعالیٰ نے خود ہی مریض اور مسافر کو سہولت دے دی ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ جو روزے کی طاقت نہ رکھتے ہوں ان کے لیے فدیہ ہے، پھر وہ ایک مسکین کو روزہ رکھوائے۔ لیکن جو بعد میں روزے پورے کر سکتے ہیں وہ بھی اگر فدیہ دیں تو ٹھیک ہے، ایک نفل ہے، تمہارے لیے بہتر ہے۔ لیکن جب وہ حالت دوبارہ قائم ہو جائے، صحت بحال ہو جائے یا جو وجہ تھی وہ دور ہو جائے تو پھر رمضان کے بعد روزے رکھنا ضروری ہے باوجود اس کے کہ تم نے فدیہ دیا ہے، یہی چیز ثواب کا باعث بنے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد "وہ لوگ ہیں جن کو کبھی امید نہیں کہ پھر روزہ رکھنے کا موقع مل سکے"۔ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں، ایک وہ بیمار جن کی عارضی بیماری ہے دور ہو گئی۔ ایک وہ بیمار جن کی بیماری مستقل ہے اور بعد میں ان کو روزہ رکھنے کا موقع نہیں مل سکتا۔ تو فرمایا کہ "جن کو کبھی امید نہیں کہ روزہ رکھنے کا موقع مل سکے، مثلاً ایک نہایت بوڑھا، ضعیف انسان یا ایک کمزور حاملہ عورت جو دیکھتی ہے کہ بعد وضع حمل بسبب بچے کو دودھ پلانے کے وہ پھر معذور ہو جائے گی اور سال بھر اسی طرح گزر جائے گا ایسے اشخاص کے واسطے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں کیونکہ وہ روزہ رکھ ہی نہیں سکتے اور فدیہ دیں باقی اور کسی کے واسطے جائز نہیں کہ صرف فدیہ دے کر روزہ کے رکھنے سے معذور سمجھا جا سکے"۔

(بدر جلد 6 نمبر 43 مورخہ 24 اکتوبر 1907ء صفحہ 3)

(خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 382)

فدیہ کن کن لوگوں کے لیے واجب ہے؟

فرمایا کہ جو لوگ مریض ہوں یا سفر پر ہوں، کیونکہ بیماری بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، مجبوری کے سفر بھی کرنے پڑ جاتے ہیں تو پھر جو روزے چھوٹ جائیں ان کو بعد میں پورا کرو۔ تو یہ سہولت بھی اللہ تعالیٰ نے اس لیے دی کہ فرمایا کیونکہ تم میری طرف آنے کے لیے، میرے سے تعلق پیدا کرنے کے لیے ایک کوشش کر رہے ہو، ایک مجاہدہ کر رہے ہو، اس لیے مَیں نے تمہاری بعض فطری اور ہنگامی مجبوریوں کی وجہ سے تمہیں یہ چھوٹ دے دی ہے کہ سال کے دوران جو چھٹے ہوئے روزے ہوں وہ کسی اور وقت پورے کر لو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں یہ چھوٹ تمہیں تمہاری اس کوشش کی قدر کرتے ہوئے دے رہا ہوں جو تم باقی دنوں میں اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہوئے میرا قرب پانے کے لیے میری خاطر کر رہے ہو۔ فرمایا کیونکہ یہ سب تمہارا عمل میری خاطر ہو رہا ہے اس لیے اگر تم عارضی طور پر بیمار ہو یا بعض سفروں اور مجبوری کی وجہ سے کافی روزے چھوٹ رہے ہیں اور مالی لحاظ سے اچھے بھی ہو تو فدیہ بھی دے دو یہ زائد نیکی ہے۔ اور بعد میں سال کے دوران روزے بھی پورے کر لو۔ اور جو مستقل بیمار ہیں یا عورتیں ہیں مثلاً دودھ پلانے والی ہیں یا جن کے پیدائش ہونے والی ہے وہ کیونکہ روزے نہیں رکھ سکتیں اس لیے ایسے مریضوں کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق فدیہ دینا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 743-742)

بغیر وجہ کے روزہ کی جگہ صرف فدیہ ادا کرنا درست نہیں

"فطری مجبوریوں سے فائدہ تو اٹھاؤ لیکن تقویٰ بھی مدنظر ہو کہ ایسی حالت ہے جس میں روزہ ایک مشکل امر ہے تو اس لیے روزہ چھوڑ رہا ہے، نہ کہ بہانے بنا کر۔ پھر اس کا مداوا اس طرح کرو کہ ایک مسکین کو روزہ رکھواؤ۔ یہ نہیں کہ بہانے بناتے ہوئے کہہ دو کہ میں روزہ رکھنے کی ہمت نہیں رکھتا، پیسے میرے پاس کافی موجود ہیں، کشائش ہے، غریب کو روزہ رکھوا دیتا ہوں۔ ثواب بھی مل گیا اور روزے سے جان بھی چھوٹ گئی۔ نہ یہ تقویٰ ہے اور نہ اس سے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر نیک نیتی سے ادا نہ کی گئی نمازوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نمازیوں کے منہ پر ماری جاتی ہیں تو جو فدیہ نیک نیتی سے نہ دیا گیا یا بدنیتی سے دیا گیا ہو گا، یہ بھی منہ پر مارا جانے والا ہو گا۔"

(خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 383)

بلاوجہ صرف فدیہ دینا اور روزہ نہ رکھنا اباحت کا دروازہ کھولنا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ: "صرف فدیہ تو شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ ورنہ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ صرف فدیہ کا خیال اباحت کا دروازہ کھول دیتا ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 322۔ 24 اکتوبر 1907ء)

یعنی ایک ایسا اجازت کا رستہ کھل جائے گا اور ہر کوئی اپنی مرضی سے تشریح کرنی شروع کر دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو 'صرف' کا لفظ استعمال کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بعد میں روزے کی طاقت رکھتے ہوں اگر وہ فدیہ دے دیں تو یہ زائد نیکی ہے۔ بعد میں روزے بھی پورے کر لیے اور فدیہ بھی دے دیا۔ اور جو رکھ ہی نہیں سکتے اور رکھنے کی طاقت

نہیں رکھتے ان کے لیے فدیہ ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 743)

اگر کوئی سالہاسال روزے نہیں رکھے تو وہ اب کیا کرے؟

"بعض لوگ سستی کی وجہ سے یا کسی عذر یا بہانہ کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے۔ ان کو خیال آجاتا ہے کہ روزے رکھنے چاہئیں۔ بعض لوگوں کو ایک عمر گزرنے کے بعد خیال آتا ہے کہ ایک عمر گزار دی۔ صحت تھی، طاقت تھی، مالی وسعت تھی، تمام سہولیات میسر تھیں اور روزے نہیں رکھے۔ تو مجھے جو نیکیاں بجالانی تھیں نہیں ادا کر سکا تو اب کیا کروں؟ تو ایسا ہی ایک شخص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ مَیں نے آج سے پہلے کبھی روزہ نہیں رکھا اس کا کیا فدیہ دوں؟ فرمایا: خدا ہر شخص کو اس کی وسعت سے باہر دکھ نہیں دیتا۔ وسعت کے موافق گزشتہ کا فدیہ دے دو اور آئندہ عہد کرو کہ سب روزے رکھوں گا"۔

(البدر جلد 1 نمبر 12 بتاریخ 16/ جنوری 1903ء)

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرتؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور جو اس رمضان کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہیے تھا تو اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی سعید جلد 3 صفحہ 457)

(الفضل انٹرنیشنل 19 دسمبر تا 25 دسمبر 2003ء خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 428-429)

سحری کے آداب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

"بعض لوگ سحری نہیں کھاتے، عادتاً نہیں کھاتے یا اپنی بڑائی جتانے کے لیے نہیں کھاتے اور اٹھ پہرے روزے رکھ رہے ہوتے ہیں ان کے لیے بھی حکم ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو سحری کھانے میں برکت ہے۔"

"پھر یہ کہ سحری کا وقت کب تک ہے؟ ایک تو یہ کہ جب سحری کھا رہے ہوں تو جو بھی لقمہ یا چائے جو آپ اس وقت پی رہے ہیں، آپ کے ہاتھ میں ہے اس کو مکمل کرنے کا ہی حکم ہے۔ روایت آتی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کرلے یعنی وہ جو کھا رہا ہے وہ مکمل کرلے۔

پھر بعض دفعہ غلطی لگ جاتی ہے اور پتہ نہیں لگتا کہ روزے کا وقت ختم ہوگیا ہے اور بعض دفعہ چند منٹ اوپر چلے جاتے ہیں تو اس صورت میں کیا یہ روزہ جائز ہے یا نہیں۔ تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ مَیں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ابھی روزہ رکھنے کا وقت ہے اور مَیں نے کچھ کھا کے روزہ رکھنے کی نیت کی لیکن بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہوگئی تھی اب مَیں کیا کروں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ایسی حالت میں اس کا روزہ ہوگیا۔ دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 دسمبر تا 25 دسمبر 2003ء خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 429)

"اسی طرح سحری کھانے کا معاملہ ہے۔ سحری کھا کر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور... الخ حدیث 1923)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اور جو اپنے جماعت کے احباب افراد تھے ان کو بھی کہا کرتے تھے کہ سحری ضروری ہے۔ اسی طرح جو مہمان قادیان میں آیا کرتے تھے ان کے لیے بھی سحری کا باقاعدہ انتظام ہوا کرتا تھا بلکہ بڑا اہتمام ہوا کرتا تھا۔

اس بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ آپ نے سحری کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ (سحری کے وقت دال روٹی کھا رہے تھے) اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں (ہیں۔ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روزے رکھ رہے ہیں۔) ہر ایک سے معلوم کرو کہ ان کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لیے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لیے اور کھانا لایا مگر مَیں کھا چکا تھا اور اذان بھی ہوگئی تھی۔ حضور نے فرمایا کھالو۔ اذان جلدی دی گئی ہے۔ اس کا خیال نہ کرو۔"

(سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 127 روایت نمبر 1163)

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 3 جون 2016ء، الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جون 2016ء صفحہ 6)

گزشتہ سال ایک دوست کو مَیں نے کہا تھا کہ آپ زیادہ دیر تک سحری کھاتے رہتے ہیں۔ اس بات پر انہوں نے شاید میری بات سن کے دوبارہ روزے رکھ لیے۔ لیکن اگر یہ وقت جو تھا اس وقت سے آگے نہیں لے کر گئے تھے پھر تو ٹھیک ہے۔ روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اور اب بھی ہر ایک جائزہ لے سکتا ہے۔ یہاں تو اذانیں نہیں ہوتیں۔ صبح صادق کو دیکھنا ضروری ہے۔ جب پو پھٹتی ہے یعنی جب دھاری نمودار ہوتی ہے تو اس وقت تک سحری کھائی جاسکتی ہے۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 3 جون 2016ء، الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جون 2016ء صفحہ 6)

افطاری کے آداب

"افطاری میں جلدی کرنے کے بارہ میں حکم آتا ہے۔ ابی عطیہ نے بیان کیا کہ مَیں اور مسروق حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور پوچھا اے ام المومنین! حضورؐ کے صحابہ میں سے دو صحابی ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی نیکی اور خیر کے حصول میں کوتاہی کرنے والا نہیں لیکن ان میں سے ایک تو افطاری میں جلدی کرتے ہیں اور نماز بھی جلدی پڑھتے ہیں۔ یعنی نماز کے پہلے وقت میں پڑھ لیتے ہیں اور دوسرے افطاری اور نمازوں میں تاخیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ ان میں سے کون جلدی کرتا ہے تو بتایا گیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ لیکن افطاری میں جلدی کرنے سے کیا مراد ہے؟ اس کا تعین کس طرح ہوگا اس بارہ میں یہ حدیث وضاحت کرتی ہے۔ آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کو کہا۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا: افطاری لاؤ۔ اس نے پھر عرض کی کہ حضورؐ ابھی تو روشنی ہے۔ حضور نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا تو آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتا دیکھو تو افطار کرلیا کرو۔ (الفضل انٹرنیشنل 19 دسمبر تا 25 دسمبر 2003ء خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 429-430)

اگر روزہ کے دوران بھول کر کھا پی لیا جائے؟

پھر بعض دفعہ روزے کے دوران انسان بھول جاتا ہے کہ روزہ ہے اور کچھ کھالیتا ہے۔ اس بارہ میں حدیث ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لے، وہ اپنے روزہ کو پورا کرے، اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے، یہ روزہ ٹوٹتا نہیں ہے اس کو پورا کرے۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 دسمبر تا 25 دسمبر 2003ء خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 430)

روزہ دار کا شیشہ دیکھنا، داڑھی کو تیل لگانا، خوشبو لگانا اور آنکھوں میں سرمہ ڈالنا

کچھ سوال حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش ہوئے کہ روزہ کی حالت میں یہ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے، وہ مَیں آپ کو بتاتا ہوں۔ سوال یہ ہوا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی شیشہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں جائز۔

تو فرمایا جائز ہے۔

پھر لوگ سوال بھی عجیب کرتے تھے۔ ایک نے سوال کیا کہ روزہ دار کو داڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں۔

آپؑ نے فرمایا جائز ہے۔

پھر سوال پیش ہوا کہ خوشبو لگانا جائز ہے یا نہیں۔

فرمایا جائز ہے۔

پھر ایک سوال ہوا کہ آنکھوں میں سرمہ ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ برصغیر میں سرمہ ڈالنے کا بھی ہندوستان پاکستان میں، خاص طور پر دیہاتوں میں کافی رواج ہے۔

تو فرمایا مکروہ ہے۔ اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے، اگر آنکھوں میں کوئی تکلیف ہے تو رات کے وقت سرمہ لگا سکتا ہے۔

(بدر جلد نمبر 6 صفحہ 14 بتاریخ 24/ فروری 1907ء)

(الفضل انٹرنیشنل 19 دسمبر تا 25 دسمبر 2003ء خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 430)

انتہائی سخت مزدوری اور گرمیوں کا رمضان

(حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں۔ ناقل) ایک سوال پیش ہوا کہ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں کو جب کہ کام کی کثرت مثلاً تخم ریزی وغیرہ ڈالنا یا ہل چلانا وغیرہ تو ایسے مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا، گرمی بہت شدید ہوتی ہے تو ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟

تو آپ نے فرمایا کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں، ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ پھر جب میسر ہو یعنی جب سہولت پیدا ہو جائے تب روزہ رکھ لے۔

آپ فرماتے ہیں کہ: "وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور اس کا منتظر میں تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں۔ اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جیسے اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں۔ اور تکلفات شامل کرکے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں ہے۔ تکلّفات کا باعث بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس تکلّف کی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے۔ (کبھی کھڑے ہو کر نمازیں نہ پڑھے، مریض ہی بنا رہے اور بیٹھ کے نمازیں پڑھے) اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔ مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابل قدر شئے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔ جب مَیں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے (کشف میں) ملا اور انہوں نے کہا کہ تُو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقّت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقّت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کرکے اُسے کہتا ہے کہ تُو کیوں مشقّت میں پڑا ہوا ہے۔ یہ لوگ ہیں کہ تکلّف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں۔ اس لیے خدا اُن کو دوسری مشقّتوں میں ڈال دیتا ہے۔ اور نکالتا نہیں۔ اور دوسرے جو خود مشقّتوں میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر اپنے آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پہ شفقت کرے۔ کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا تعالیٰ کی شفقت جنت ہے"۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کے ان فیوض و برکات سے بے انتہا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ رمضان ہمارے لیے بے انتہا برکتیں لے کر آئے۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 دسمبر تا 25 دسمبر 2003ء خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 431-432)

(جاری ہے)

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

خلفائے سلسلہ کی واقفینِ نَو سے توقعات

(فراست احمد راشد۔ ربوہ)

تحریک وقف نو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 3/اپریل 1987ء کے خطبہ جمعہ کے دوران ایک عظیم الشان تحریک کا اعلان فرمایا جس کا مقصد آنے والی صدی میں جماعت احمدیہ پر پڑنے والی ذمہ داریوں کے لیے ایک روحانی فوج تیار کرنا تھا۔ لہذا آپؒ نے اگلی صدی کو "وقف نو" کی عظیم الشان الٰہی تحریک کی شکل میں ایک تحفہ عطا فرمایا۔ جس میں آپ نے والدین کو یہ تحریک فرمائی کہ وہ اپنے پیدا ہونے والے بچہ کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر وقف کر دیں اور پھر پیدائش کے بعد اس کی تربیت اس رنگ میں کریں کہ وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ کر خود بھی اس وقف کے تقاضے پورے کرنے والا وجود ثابت ہو۔

وقف نو کی بابرکت تحریک کا آغاز

وقف نو کی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے بانی تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:۔

"میں نے یہ سوچا کہ ساری جماعت کو میں اس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں روحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دعوت الی اللہ کے ذریعے وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کر دیں اور یہ دعا مانگیں کہ اے خدا! ہمیں ایک بیٹا دے لیکن اگر تیرے نزدیک بیٹی ہی ہمارے لیے مقدر رہے تو ہماری بیٹی ہی تیرے حضور پیش ہے۔ مَا فِی بَطۡنِی جو کچھ بھی میرے بطن میں ہے یہ مائیں دعائیں کریں اور والدین بھی ابراہیمی دعائیں کریں کہ اے خدا! انہیں اپنے لیے چن لے اور اپنے لیے خاص کر لے تیرے ہو کر رہ جائیں اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ دنیا سے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کے غلام بن کے اس صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہم خدا کے حضور تحفے پیش کر رہے ہیں اور اس کی شدید ضرورت ہے آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا ہے وہاں لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں جو محمد رسول اللہ ﷺ اور خدا کے غلام ہوں۔

واقفین زندگی چاہئیں کثرت کے ساتھ اور ہر طبقہ زندگی کے ساتھ واقفین زندگی چاہئیں۔ ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں۔" (خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 248،247۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 3/اپریل 1987ء)

ابتداء میں یہ تحریک دو سال کے لیے تھی۔ لیکن پھر مزید دو سال کا اضافہ فرمایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پانچ ہزار واقفین نو کی تحریک فرمائی جو افرادِ جماعت نے پوری کر دی۔ بعض احباب اس تحریک میں شامل ہونے سے رہ گئے اور حضور انور کی خدمت میں درخواست کی کہ ان کے بچوں کو بھی اس بابرکت تنظیم میں شامل فرمایا جائے۔ چنانچہ حضور انور نے ٹارگٹ بڑھا کر 25 ہزار کر دیا۔ جلد ہی یہ ٹارگٹ بھی پورا ہو گیا اور مزید افراد اس خواہش کا اظہار کرتے دکھائی دیے جس پر حضور انور نے اس عظیم الشان تحریک کو مستقل فرما دیا۔

واقفین کی ذمہ داریاں اور ان سے توقعات

حقیقت ہے کہ جس قدر کسی سے توقعات وابستہ ہوتی ہیں اسی قدر اس کی ذمہ داریاں بڑھ جایا کرتی ہیں۔ پس واقفین نو سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک شخص جو بلوغت کی عمر میں خود اپنی زندگی وقف کرتا ہے، اس کو جو نصائح فرمائیں، وہ سبھی نصائح اس بچے کے لیے بھی لازم قرار دیں جو اس تنظیم میں شامل ہو گا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ان واقفین نو کے والدین جو اپنی اولاد کو پیش کرنے کی سعادت پاتے ہوئے اولین ذمہ دار بنتے ہیں، کو بھی ان بچوں کی تربیت کے حوالہ سے بارہا خصوصی نصائح فرمائیں۔

پس ایک واقف زندگی جو بلوغت کی عمر میں پہنچ کر اپنی زندگی خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر پیش کرتا ہے، اس سے بڑھ کر ایک واقف نو کی ذمہ داریاں ہیں، جو ابھی اس دنیا میں آیا بھی نہیں ہوتا اور اس سعادت عظمیٰ کو پا لیتا ہے کیونکہ اس کی تو تربیت ہی اس طرز پر کی جاتی ہے کہ اس نے واقفین کے رنگ میں رنگین ہونا اور خدمت، خدمت اور بس خدمت کرنی ہے۔

ذیل میں ہم صرف ان ذمہ داریوں اور توقعات کا تذکرہ کریں گے جو براہِ راست واقفین نو کے والدین یا خود واقفین نو کو مخاطب کرتے ہوئے خلفائے احمدیت نے بیان فرمائیں۔

تنظیم وقف نو کی نگرانی اور نظم و ضبط کے تحریک جدید کے تحت ایک شعبہ "وکالت وقف نو" کے نام سے موجود ہے جو دنیا بھر کے واقفین نو کی تربیت اور دیگر امور کی نگرانی کرتا اور بوقت ضرورت معلومات مہیا کرتا ہے۔ مضمون کے آخر پر وکالت وقف نو کی طرف سے دی گئی ہدایات بھی شامل جائیں گی۔

وقف نو کی اہمیت اور ذمہ داریوں کا احساس
واقفین نو اور والدین کے سات بنیادی فرائض

ہمارے پیارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واقفین نو اور ان کے والدین کو سات باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ماں باپ کو، اُن ماں باپ کو جو اپنے بچوں کو وقفِ نَو میں بھیجتے ہیں، یہ جائزے لینے ہوں گے کہ وہ اس تحفے کو جماعت کو دینے میں اپنا حق کس حد تک ادا کر رہے ہیں؟ کس حد تک اس تحفے کو سجانے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کس حد تک خوبصورت بنا کر جماعت کو پیش کرنے کی طرف توجہ دے رہے ہیں؟ وہ اپنے فرائض کس حد تک پورے کر رہے ہیں؟...... واقفینِ نَو بچوں کو بھی مَیں کہتا ہوں جو بارہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ اپنے بارے میں سوچنا شروع کر دیں، اپنی اہمیت پر غور کریں۔ صرف اس بات پر خوش نہ ہو جائیں کہ آپ وقفِ نَو ہیں۔ اہمیت کا پتہ تب لگے گا جب اپنے مقصد کا پتہ لگے گا کہ کیا آپ نے حاصل کرنا ہے۔ اُس کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔ اور پندرہ سال کی عمر والے لڑکوں اور لڑکیوں کو تو اپنی اہمیت اور اپنی ذمہ داریوں کا بہت زیادہ احساس ہو جانا چاہیے......

پہلی بات جو ہر وقفِ نَو بچے میں پیدا ہونی چاہیے... کہ اُس کی ماں نے اُس کی پیدائش سے پہلے ایک بہت بڑے مقصد کے لیے اُسے پیش کرنے کی خواہش دل میں پیدا کی۔ پھر اس خواہش کے پورا ہونے کی بڑی عاجزی سے دعا بھی کی۔ پس بچے کو اپنے ماں باپ کی، کیونکہ اس خواہش اور دعا میں بعد میں باپ بھی شامل ہو جاتا ہے، اُن کی خواہش اور دعا کا احترام کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نذر ہونے کا حق دار بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے جب اپنے دل و دماغ کو اپنے قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق بنانے کی طرف توجہ ہو۔

دوسری بات یہ کہ ماں باپ کا آپ پر یہ بڑا احسان ہے اور یہ احسان کرنے کی وجہ سے اُن کے لیے یہ دعا ہو کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔ آپ کی تربیت کے لیے اُن کی طرف سے اُٹھنے والے ہر قدم کی آپ کے دل میں اہمیت ہو۔ اور یہ احساس ہو کہ میرے ماں باپ اپنے عہد کو پورا کرنے کے لیے جو کوشش کر رہے ہیں مَیں نے بھی اُس کا حصہ بننا ہے، اُن کی تربیت کو خوشدلی سے قبول کرنا ہے۔ اور اپنے ماں باپ کے عہد پر کبھی آنچ نہیں آنے دینی۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کا سب سے زیادہ حق ایک واقفِ نَو کا ہے۔ اور واقفِ نَو کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ یہ عہد سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر مَیں نے پورا کرنا ہے۔

تیسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے ہر قربانی کے لیے صبر اور استقامت دکھانے کا عہد کرنا ہے۔ جیسے بھی کڑے حالات ہوں، سخت حالات ہوں، میں نے اپنے وقف کے عہد کو ہر صورت میں نبھانا ہے، کوئی دنیاوی لالچ کبھی میرے عہدِ وقف میں لغزش پیدا کرنے والا نہیں ہو سکتا...

چوتھی بات یہ کہ اپنے آپ کو اُن لوگوں میں شامل کرنے کے احساس کو ابھارنا اور اس کے لیے کوشش کرنا جو نیکیوں کے پھیلانے والے اور برائیوں سے روکنے والے ہیں۔ اپنے اخلاق کے اعلیٰ نمونے قائم کرنا...

پانچویں بات یہ کہ نیکیوں اور برائیوں کی پہچان کے لیے قرآن اور حدیث کا فہم و ادراک حاصل کرنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور ارشادات کو پڑھنا۔ اپنے دینی علم کو بڑھانے کے لیے ہر وقت کوشش کرنا... یہ نہیں کہ جو واقفینِ نَو دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے ہوں اُن کو دینی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ جتنا لٹریچر میسر ہے، اُن کو پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ قرآنِ کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو جو کتب اُن کی زبانوں میں ہیں اُن کو پڑھنے کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔

چھٹی بات...... عملی طور پر تبلیغ کے میدان میں کودنا ہے......

تبلیغ کا میدان ہر ایک کے لیے کھلا ہے اور اس میں ہر وقفِ نَو کو کودنے کی ضرورت ہے اور بڑھ چڑھ کر ہر وقفِ نَو کو حصہ لینا چاہیے اور یہ سوچ کر حصہ لینا چاہیے کہ میں نے اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے نہیں آ جاتی......

ساتویں بات ہر واقفِ زندگی کو، واقفِ نَو کو خاص طور پر ذہن میں رکھنی چاہیے کہ وہ اُس گروہ میں شامل ہے جنہوں نے دنیا کو ہلاکت سے بچانا ہے۔ اگر آپ کے پاس علم ہے اور آپ کو موقع بھی مل رہا ہے لیکن اگر دنیا کو ہلاکت سے بچانے کا سچا جذبہ نہیں ہے، انسانیت کو تباہی سے بچانے کا درد دل میں نہیں ہے تو ایک تڑپ کے ساتھ جو کوشش ہو سکتی ہے، وہ نہیں ہو گی اور برکت بھی ہو سکتا ہے اُس میں اُس طرح نہ پڑے...... اس لیے ہر ایک کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری دعاؤں کا دائرہ صرف اپنے تک محدود نہ ہو، بلکہ اس کے دھارے ہمیں ہر طرف بہتے ہوئے دکھائی دیں تا کہ کوئی انسان بھی اُس فیض سے محروم نہ رہے جو خدا تعالیٰ نے آج ہمیں عطا فرمایا ہے......

پس یہ باتیں اور یہ سوچ ہے جو ایک حقیقی واقفِ نَو اور وقفِ زندگی کی ہونی چاہیے۔ اس کے بغیر کامیابی کی امید خوش فہمی ہے۔ ان باتوں کے بغیر صرف واقفِ نَو اور واقفِ زندگی کا ٹائٹل ہے جو ایسے واقفینِ نَو نے اپنے ساتھ لگایا ہوا ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کچھ حیثیت نہیں۔ اور صرف ٹائٹل لینا تو ہمارا مقصد نہیں، نہ اُن ماں باپ کا مقصد تھا جنہوں نے اپنے بچوں کو اس قربانی کے لیے پیش کیا۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 18/ جنوری 2013ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن)

صرف وقف نو کا ٹائٹل مل جانا ہی کافی نہیں ہے

اسی طرح آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز والدین کو وقف کے تقاضے اور ذمہ داریوں کے حوالہ سے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

" واقفینِ نو بچوں کے ذہن میں بچپن سے ہی یہ ڈالا جائے کہ تمہیں ہم نے خدا تعالیٰ کے راستے میں وقف کیا ہے۔ صرف وقفِ نو کا ٹائٹل مل جانا ہی کافی نہیں ہے بلکہ تمہاری تربیت، تمہاری تعلیم، تمہارا اٹھنا بیٹھنا، تمہارا بات چیت کرنا، تمہارا لوگوں سے ملنا جلنا، تمہیں دوسروں سے ممتاز کرے گا۔ یہ عادتیں پھر عمر کے ساتھ ساتھ پختہ ہوں اور کوئی انگلی کبھی تمہاری کردار کشی کرتے ہوئے نہ اٹھے۔" (خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 543۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 22 اکتوبر 2010ء بمقام بیت الفتوح، لندن)

والدین کے لیے قابل فخر

اسی طرح واقفین نو کو ان کے والدین کی قربانی کا احساس دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"واقفین نو بچے بھی اپنے ذہن میں رکھیں جو ہوش کی عمر کو پہنچ چکے ہیں جو اپنے والدین کے عہد کی تجدید خود ہوش کی عمر کو پہنچ کر کر رہے ہیں کہ وقف نو میں ہونا اس وقت ان کے لیے ان کے والدین کے لیے قابل فخر ہو گا جب وہ اس قربانی کے معیار کو سمجھیں گے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قائم فرمایا تھا اور اس آزمائش پر پورے اتریں گے جو انہوں نے قائم فرمائی تھی۔" (خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ 11 جنوری 2006ء بمقام قادیان)

واقفین نو بڑے سپیشل ہیں لیکن ان کو ثابت کرنا ہو گا

خلفائے احمدیت نے جہاں واقفین نو کو ان کے سپیشل ہونے کی خوش خبری دی وہیں یہ امر بھی واضح فرما دیا کہ سپیشل ہونا اپنی ذات میں ایک ذمہ داری ہے جس کو پورا کرنا ہی ان کے سپیشل ہونے کی دلیل ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"وقف نَو...... بڑے سپیشل ہیں لیکن سپیشل ہونے کے لیے

ان کو ثابت کرنا ہوگا۔ کیا ثابت کرنا ہوگا؟ کہ وہ خدا تعالیٰ سے تعلق میں دوسروں سے بڑھے ہوئے ہیں تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ ان میں خوف خدا دوسروں سے زیادہ ہے تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ ان کی عبادتوں کے معیار دوسروں سے بہت بلند ہیں تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ وہ فرض نمازوں کے ساتھ نوافل بھی ادا کرنے والے ہیں تب وہ سپیشل کہلائیں گے۔ ان کے عمومی اخلاق کا معیار انتہائی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ یہ ایک نشانی ہے سپیشل ہونے کی۔ ان کی بول چال، بات چیت میں دوسروں کے مقابلے میں بہت فرق ہے۔ واضح پتا لگتا ہے کہ خالص تربیت یافتہ اور دین کو دنیا پر ہر حالت میں مقدم کرنے والا شخص ہے تب سپیشل ہوں گے۔ لڑکیاں ہیں تو ان کا لباس اور پردہ صحیح اسلامی تعلیم کا نمونہ ہے جسے دوسرے لوگ بھی دیکھ کر رشک کرنے والے ہوں اور یہ کہنے والے ہوں کہ واقعی اس ماحول میں رہتے ہوئے بھی ان کے لباس اور پردہ ایک غیر معمولی نمونہ ہے تب سپیشل ہوں گی۔ لڑکے ہیں تو ان کی نظریں حیا کی وجہ سے نیچے جھکی ہوئی ہوں نہ کہ ادھر ادھر غلط کاموں کی طرف دیکھنے والی تب سپیشل ہوں گے۔ انٹرنیٹ اور دوسری چیزوں پر لغویات دیکھنے کی بجائے وہ وقت دین کا علم حاصل کرنے کے لیے صرف کرنے والے ہوں تو تب سپیشل ہوں گے۔ لڑکوں کے حلیے دوسروں سے انہیں ممتاز کرنے والے ہوں تو تب سپیشل ہوں گے۔

وقف نو لڑکے اور لڑکیاں روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے اور اس کے احکامات کی تلاش کر کے اس پر عمل کرنے والے ہوں تو پھر سپیشل کہلا سکتے ہیں۔ ذیلی تنظیموں اور جماعتی پروگراموں میں دوسروں سے بڑھ کر اور باقاعدہ حصہ لینے والے ہیں تو پھر سپیشل ہیں۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے لیے دعاؤں میں اپنے دوسرے بہن بھائیوں سے بڑھے ہوئے ہیں تو یہ ایک خصوصیت ہے۔ رشتوں کے وقت لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی دنیا دیکھنے کی بجائے دین دیکھنے والے ہیں اور پھر وہ رشتے نبھانے والے بھی ہیں تو تب کہہ سکتے ہیں کہ ہم خالصۃً دینی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنے رشتے نبھانے والے ہیں تو سپیشل کہلائیں گے۔ ان میں برداشت کا مادہ دوسروں سے زیادہ ہے، لڑائی جھگڑا اور فتنہ وفساد کی صورت میں اس سے بچنے والے ہیں بلکہ صلح کروانے والے ہیں تو سپیشل ہیں۔ تبلیغ کے میدان میں سب سے آگے آکر اس فریضہ کو سرانجام دینے والے ہیں تب سپیشل ہیں۔ خلافت کی اطاعت اور اس کے فیصلوں پر عمل میں صف اول میں ہیں تو سپیشل ہیں۔ دوسروں سے زیادہ سخت جان اور قربانیاں کرنے والے ہیں تو بالکل سپیشل ہیں۔ عاجزی اور بے نفسی میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں، تکبر سے نفرت اور اس کے خلاف جہاد کرنے والے ہیں تو بڑے سپیشل ہیں۔ ایم ٹی اے پر میرے خطبے سننے والے اور میرے ہر پروگرام کو دیکھنے والے ہیں تا کہ ان کو رہنمائی ملتی رہے تو بڑے سپیشل ہیں۔

اگر تو یہ باتیں اور تمام وہ باتیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں یہ سب کرنے والے ہیں اور وہ تمام باتیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور ان سے اس نے روکا ہے اس سے رکنے والے ہیں تو یقیناً سپیشل بلکہ بہت سپیشل ہیں ورنہ آپ میں اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ ماں باپ کو بھی یاد رکھنا چاہیے اور اپنے بچوں کی اس نہج سے تربیت کرنی چاہیے کیونکہ اگر یہ چیزیں نہیں ہیں تو اس وقت دنیا میں انقلاب لانے کا ذریعہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اگر یہ نہیں اور اس وجہ سے دنیا آپ کے نمونے کو دیکھنے والی نہیں تو سپیشل کیا اپنے عہدوں کو پورا نہ کرنے اور اپنی وفا کے معیار پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے وفاؤں اور بدعہدوں میں شمار ہوں گے۔

پس تربیت کے دور میں سے گزرتے وقت ماں باپ اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ اس لحاظ سے انہیں سپیشل بنائیں اور بڑے ہو کر یہ واقفین نو خود اس سپیشل ہونے کے معیار کو حاصل کریں۔" (خطبات مسرور جلد 14 صفحہ 570،569۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 28/ اکتوبر 2016ء بمقام مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا)

روحانی اور اخلاقی تربیت

اپنے رب سے ایک ذاتی گہرا تعلق قائم کرلیں

بانی تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک واقف نو بچے کے بچپن سے ہی خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کے حوالہ سے فرماتے ہیں:۔

"بچپن ہی سے یہ اپنے رب سے ایک ذاتی گہرا تعلق قائم کرلیں اور اس تعلق کے پھل کھانے شروع کر دیں۔ جو بچہ دعا کے ذریعے اپنے رب کے احسانات کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے وہ بچپن ہی سے ایک ایسی روحانی شخصیت حاصل کر لیتا ہے جس کا مربی ہمیشہ خدا بنا رہتا ہے اور دن بدن اس کے اندر وہ تقدس پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے جو خدا سے سچے تعلق کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا اور دنیا کی کوئی تعلیم اور کوئی تربیت وہ اندرونی تقدس انسان کو نہیں بخش سکتی جو خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس کے پیار اور اس کی محبت کے نتیجے میں نصیب ہوتا ہے۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 109۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 1989ء بمقام بیت النور ہالینڈ)

روحانی حالت میں بہتری کی کوشش کریں

"جو واقفین نو لڑکے خاص طور پر اپنی تعلیم مکمل کر چکے ہیں خود بھی اپنی ظاہری اور مالی حالت کی بہتری کی بجائے روحانی حالت میں بہتری کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تو ہر احمدی سے اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ اس کا معیار انتہائی بلند ہو تو ایک شخص جس کے ماں باپ نے پیدائش سے پہلے اس کو دین کے لیے وقف کر دیا اور اس کے لیے دعائیں بھی کی ہوں اس کو کس قدر ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے...... واقفین نو کو عام احمدی سے بلند ہو کر یہ مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔" (خطبات مسرور جلد 14 صفحہ 565۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 28/ اکتوبر 2016ء بمقام مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا)

"واقفین نو کو جہاں قربانی کا معیار بڑھانا ہے وہاں اپنی عبادتوں کے معیار کو بھی بلند کرنا چاہیے، اپنی وفا کے معیار کو بھی بڑھانا چاہیے۔ اپنے اور اپنے والدین کے عہد کو پورا کرنے کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں سے کام لینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دین کی خاطر، دین کی سربلندی کی خاطر کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔" (خطبات مسرور جلد 14 صفحہ 566۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 28/ اکتوبر 2016ء بمقام مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا)

حضرت خلیفۃ المسیح سے تعلق

ایک واقف نو بچہ جب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت اقدس میں خط تحریر فرماتا ہے تو جس محبت اور چاہت سے وہ خط دیکھا اور پڑھا جاتا ہے اس کا تذکرہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"اب یہ بچے کھیلنے لگ گئے ہیں بعض دفعہ ان کی تصویریں آتی ہیں تو پتا چلتا ہے کہ جو چار سال پہلے بچہ پیدا ہوا تھا جو وقف زندگی تھا اب وہ باتیں کرتا دوڑتا پھرتا اور ان کے ماں باپ بڑی محبت کے ساتھ ان کی تصویریں بھجواتے اور بعض دفعہ وہ اپنے ہاتھ سے چھوٹے موٹے خط بھی مجھے لکھتے ہیں۔ بعض ایسے بھی خط لکھتے ہیں کہ شروع سے آخر تک صرف لکیریں ڈالی ہوتی ہیں اور بچہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں نے خط لکھا ہے۔ مگر اس خط کا بڑا مزہ آتا ہے کیونکہ ایک واقف زندگی کو شروع سے ہی خلیفہ وقت سے محبت پیدا کرنے کا یہ بھی ایک گر ہے اس کے دل میں محبت ڈالنے کا کہ ذاتی تعلق پیدا ہو جائے۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 782۔ خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر 1989ء بمقام مسجد فضل لندن)

اطاعت اور احترام جماعت

خلافت سے گہرا تعلق ہونے کے ساتھ ساتھ نظام جماعت کی اطاعت اور اس کا احترام کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ اس حوالہ سے فرمایا:۔

"سخت جانی کی عادت ڈالنا، نظام جماعت کی اطاعت کی بچپن سے عادت ڈالنا، اطفال الاحمدیہ سے وابستہ کرنا، ناصرات سے وابستہ کرنا، خدام الاحمدیہ سے وابستہ کرنا...... اس پہلو سے بہت ضروری ہے کہ نظام کا احترام سکھایا جائے۔ پھر اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو...... یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے جس کو لگتا ہے اُس کو کم لگتا ہے، جو دیکھنے والا ہے قریب کا، اُس کو زیادہ لگتا ہے...... واقفین بچوں کو نا صرف اس لحاظ سے بچانا چاہیے بلکہ یہ سمجھانا چاہیے کہ اگر تمہیں کسی سے کوئی شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی عظیم بھی کیوں نہ ہوں اُس کے نتیجے میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 96-95۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء بمقام بیت الفضل لندن)

وفا

اطاعت اور احترام جماعت کے بعد وفا کا سبق سب سے اہم ہے۔ اس حوالہ سے فرمایا:

"ان کو وفا سکھائیں۔ وقف زندگی کا وفا سے بہت گہرا تعلق ہے...... بہت احتیاط سے ان کی تربیت کریں اور ان کو وفا کے سبق دیں۔ بار بار سبق دیں۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 98۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء بمقام بیت الفضل لندن)

"سب سے اہم بات وفا کا معاملہ ہے جس کے بغیر کوئی قربانی، قربانی نہیں کہلا سکتی۔" (خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 143۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 27/ جون 2003ء بمقام مسجد فضل لندن)

واقفین نو میں اخلاق حسنہ بدرجہ اولیٰ نظر آئیں

"جہاں تک اخلاق حسنہ کا تعلق ہے اس سلسلے میں جو صفات جماعت میں نظر آنی چاہئیں وہی صفات واقفین میں بھی نظر آنی چاہئیں بلکہ بدرجہ اولیٰ نظر آنی چاہئیں۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 87۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء بمقام بیت الفضل لندن)

"چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو کہنے میں چھوٹی ہیں لیکن اخلاق سنوارنے کے لحاظ سے انتہائی ضروری ہیں مثلاً کھانا کھانے کے آداب ہیں یہ ضرور سکھانا چاہیے۔" (خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 145۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 27/ جون 2003ء بمقام مسجد فضل لندن)

سچائی اس کے دل میں ڈوبی چاہیے

"ہر واقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اُس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہیے" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 87۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء بمقام بیت الفضل لندن)

قناعت کے معیاروں کو بہت بڑھانا چاہیے

"قناعت ...... کا واقفین سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا چاہیے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہیے۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 88،87۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء بمقام بیت الفضل لندن)

"واقفین زندگی کی بیویوں کے لیے یا واقفین زندگی لڑکوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ یہ سلیقہ سیکھیں کہ کسی سے اس کی توفیق سے بڑھ کر نہ توقع رکھیں نہ مطالبہ کریں اور قناعت کے ساتھ کم پر راضی رہنا سیکھ لیں۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 108۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ فروری 1989ء بمقام بیت النور ہالینڈ)

"واقفین نو کو تو اپنے قناعت کے معیاروں کو بہت بڑھانا چاہیے۔ اپنی قربانی کے معیاروں کو بہت بڑھانا چاہیے۔ یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہم مالی لحاظ سے کمزور ہوں گے تو ہمیں شاید ہمارے بہن بھائی کمتر سمجھیں یا والدین ہمیں اس طرح توجہ نہ دیں جس طرح باقیوں کو دے رہے ہیں۔ اول تو والدین کو ہی یہ خیال کبھی دل میں نہیں لانا چاہیے کہ واقفین زندگی کمتر ہیں۔ واقفین زندگی کا معیار اور مقام ان کی نظر میں بہت بلند ہونا چاہیے۔ لیکن واقفین زندگی کو خود اپنے آپ کو ہمیشہ دنیا کا عاجز ترین بندہ سمجھنا چاہیے۔" (خطبات مسرور جلد 14 صفحہ 566۔ خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 28/ اکتوبر 2016ء بمقام مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا)

ترش روئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی

"بچپن سے اُن کے اندر مزاح میں شگفتگی پیدا کرنی چاہیے۔ ترش روئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی۔ ترش رو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس لیے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا یہ صفت بھی واقفین بچوں میں بہت ضروری ہے۔ یعنی یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 88۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 10/ فروری 1989ء بمقام بیت الفضل لندن)

(باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ میڈیکل ایسوسی ایشن از صفحہ نمبر 11

امۃ القدوس خالد صاحبہ نے طالبات کو اور مکرم ڈاکٹر شاہ زیب احمد صاحب نے طلباء کو Basic Life Support کی ٹریننگ دی۔ اس کا پریکٹیکل سیشن ڈمی پر کرایا گیا۔

پروگرام کے آخر پر مکرم صدر صاحب میڈیکل ایسوسی ایشن نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور دعا سے پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ: ڈاکٹر امۃ السلام سمیع)

☆...☆...☆

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں

شعبہ وقف نو مرکزیہ کی طرف سے والدین اور انتظامیہ کے لیے چند اصولی ہدایات

(لقمان احمد کشور۔ انچارج شعبہ وقفِ نَو مرکزیہ)

جو احمدی احباب اپنے بچوں کو تحریک وقفِ نو میں شامل کرنا چاہتے ہوں یا ان کے بچے پہلے سے شامل ہوں ان کی اطلاع اور رہنمائی کے لیے مندرجہ ذیل تفصیلی ہدایات شائع کی جارہی ہیں۔

(1) تحریک وقفِ نو میں شمولیت کے لیے لازمی ہے کہ بچوں کی ولادت سے قبل والدین خود سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں کہ وہ اپنے ہونے والے بچے کو وقف کے لیے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس بات کی تسلی کریں کہ درخواست پیش ہوگئی ہے اس معاملہ میں اپنی درخواست کی پوری طرح پیروی کریں تا کہ بچہ کی ولادت سے قبل آپ کو وقف نو کی ابتدائی منظوری مل جائے۔

(2) وقف کی درخواست والدین خود بھجوائیں۔ اگر خود خط نہ لکھ سکتے ہوں یعنی ان پڑھ ہوں تو بھی درخواست والدین کی طرف سے ہونی چاہیے۔ زندگی کا وقف کرنا ایک سنجیدہ معاملہ ہے اس لیے کسی اور کی طرف سے درخواست پر حضور انور کی طرف سے یہی جواب بھجوایا جاتا ہے کہ والدین خود لکھیں۔

وقف کی درخواست مختصر لکھیں اور اس میں صرف ہونے والی اولاد کے وقف کی منظوری کی درخواست کریں۔ اس میں دیگر امور کا ذکر نہ کیا کریں تا آپ کو بروقت جواب بھجوایا جاسکے۔

(3) جو احباب اپنی مقامی جماعتوں میں خط جمع کروا دیتے ہیں اور مرکز کو خط موصول ہی نہیں ہوتا ان کے بچوں کو وقفِ نو میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اس لیے ایسے والدین جب مرکز سے رابطہ کرتے ہیں تو ان کے خط اور بچوں کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہوتا۔ وقفِ نو کے بارہ میں لکھے ہوئے خطوط مقامی جماعتوں میں جمع نہ کرائے جائیں اور نہ ہی ربوہ کے پتہ پر خط ارسال کیے جائیں بلکہ کوشش کر کے براہ راست لندن بھجوائیں۔

(4) لوکل یا ریجنل اور نیشنل سیکرٹریانِ وقف نو کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ بچوں کو اس وقت تک اپنی وقفِ نَو کی فہرست میں شامل نہ کیا کریں جب تک والدین ان کو شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی طرف سے منظوری اور حوالہ نمبر کا خط نہ دیں۔ اگر والدین کے پاس خط موجود نہ ہو تو سیکرٹری وقف نو اپنے نیشنل سیکرٹری وقف نو سے رابطہ کریں اور اس بچہ کے مکمل کوائف بھجوا کر لندن دفتر سے تصدیق حاصل کرلیں۔

گزشتہ سالوں میں ایک والد کے ہر بچے یا ایک فیملی کے سب بچوں کے لیے صرف ایک مخصوص نمبر الاٹ کیا جاتا تھا مگر جنوری 2017ء سے والدین کے ہر بچہ کا تجنید نمبر کی طرز پر علیحدہ علیحدہ نمبر جاری ہوتا ہے۔

سیکرٹریان اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ صرف اس بات پر بچے وقفِ نو میں شامل نہیں ہوتے کہ والدین نے خط لکھ دیا تھا اس لیے لازمی ہے کہ بچہ وقف میں شامل ہوگیا ہے۔ صرف وہ بچے وقف نو میں شمار ہوتے ہیں جن کی ابتدائی منظوری بھجوا دی جائے اور اس کے ساتھ لف شدہ فارم ان کی ولادت کے بعد والدین نے واپس مرکز ارسال کر کے اس کا حوالہ نمبر حاصل کرلیا تھا۔

اس کے متعلق حضور انور کی واضح ہدایت ہے کہ بچوں کی ولادت کے بعد والدین فارم فوراً واپس بھجوایا کریں ورنہ فارم تاخیر سے ملنے پر ان کے بچے وقف نو میں شمار نہیں ہونگے۔

حضور انور ایدہ اللہ کا یہ ارشاد بھی بار بار جماعتوں میں سرکلر کیا جاچکا ہے کہ ایسے والدین جن کے خلاف کوئی تعزیری کارروائی ہوتی ہے یا ان کو کوئی سزا ملتی ہے تو ان کے بچے وقف نو میں شامل نہیں رہتے اور انتظامیہ کا کام ہے اس کے متعلق مرکز کو اطلاع کریں اور کسی وقف نو کو کوئی سزا ملتی ہے تو وہ بھی وقف نو سے فارغ سمجھا جائے اور مرکز لندن کو ضرور اطلاع دی جائے۔ اس متعلق یہ یاد رہے کہ معافی کی صورت میں ایسے بچوں کی وقفِ نَو میں دوبارہ بحالی کے لیے بھی حضور انور ایدہ اللہ کی منظوری لازم ہے۔ تمام معاملہ مکمل تفصیل مع تعلیمی کوائف بھجوایا جائے۔

(5) درخواست بھجواتے وقت بعض احباب مکمل کوائف درج نہیں فرماتے اور بعض صورتوں میں پتہ حتیٰ کہ شہر یا ملک کا نام بھی نہیں لکھا ہوتا جس کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اگر خط پر مکمل نام پتہ درج نہ ہو تو جواب ارسال نہیں کیا جاسکتا۔ اگر شہر یا ملک کا نام لکھا ہوا ہو تو جواب بتوسط امیر صاحب یا مشن ہاؤس بھجوایا جاتا ہے جس میں کافی دیر لگ جاتی ہے۔

اس ضمن میں یہ بھی گزارش ہے کہ لفافہ کے باہر پتہ لکھنے کی بجائے اندر خط پر پتہ تحریر کرنا زیادہ مناسب ہے۔ بعض دفعہ پتہ فیکس میں بھی کٹ جاتا ہے۔ اس لیے واضح کر کے لکھیں۔

حضور انور سے ذاتی ملاقات میں بھی ایسی درخواست تحریری طور پر دی جائے تو اس پر اپنا مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں۔ ہوسکے تو خط میں اپنے گھر کا ٹیلیفون یا موبائل ٹیلیفون نمبر ضرور درج کریں اور بہتر ہوگا اگر ای میل ایڈریس بھی درج کردیں۔ خاص طور پر فارم پر کرتے ہوئے یہ تمام معلومات ضرور لکھی جائیں۔

(6) بعض احباب لکھتے ہیں کہ انہیں جواب نہیں ملا یا انہیں حوالہ نمبر وقف نو نہیں بھجوایا گیا اور براہ راست حضور انور کی خدمت میں تحریر کردیتے ہیں۔ جس سے حضور انور کا قیمتی وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ایسی صورتحال میں براہ راست مرکزی شعبہ وقفِ نو (لندن) سے رابطہ کریں کیونکہ اکثر اوقات آپ کو جواب جاچکا ہوتا ہے مگر کسی وجہ سے ملا نہیں ہوتا یا آپ کا خط اور فارم ہی دفتر کو نہیں ملا۔ ایسی صورت میں بھی مکمل کوائف لکھا کریں تا کہ حوالہ نمبر تلاش کیا جاسکے خط کس نے لکھا تھا اور کہاں سے لکھا گیا تھا۔ یا حوالہ نمبر نہیں ملا تو بچہ کا نام کیا ہے، اسکے والدین کا نام کیا ہے۔ اس کی تاریخ پیدائش کیا ہے۔ جو فارم منظوری کے ساتھ ملا تھا اس کا نمبر (PF) کیا ہے۔

(7) وقف نو میں منظوری کے بعد والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری وقف نو سے رابطہ کر کے انہیں اپنے کوائف سے آگاہ کر کے وقف نو کے پروگراموں میں شمولیت اختیار کریں۔

(8) وقف نو کے ضمن میں نصاب وقف نو، خطبات وقف نو (لائحہ عمل) شائع ہو چکے ہیں۔ نیشنل سیکرٹریان وقف نو یہ کتب اپنے ملکی نظام کے تحت ایڈیشنل وکالت اشاعت (ترسیل) لنڈن کے توسط سے منگوا سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ کی رہنمائی میں شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی زیر نگرانی واقفین نو کے لیے مرکزی رسالہ ’’اسماعیل‘‘ اور واقفات نو کے لیے ’’مریم‘‘ جاری ہے۔ ان کے حصول کے لیے بھی اپنے نیشنل سیکرٹری سے رابطہ کریں۔

15 سال کی عمر میں ہر وقف نو اپنے وقف کی تجدید کرے اور تحریری طور پر حضور انور کی خدمت میں لکھے کہ وہ اپنا وقف جاری رکھنا چاہتا ہے یا چاہتی ہے اور تعلیمی میدان میں بھی ہر قدم پر رہنمائی کے لیے لکھے کہ اسے کس مضمون میں دلچسپی ہے یا اسے کونسا مضمون اختیار کرنا چاہیے کہ آئندہ بہتر طور پر سلسلہ کی خدمت کرسکے۔

اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد بھی خود کو اپنے تمام پروفیشنل کوائف کے ساتھ حضور انور کی خدمت میں وقف کی تجدید کرتے ہوئے پیش کردے کہ اب وہ خدمت کے لیے تیار ہے اور اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو اس کی تعمیل کرے۔ اگر دوران تعلیم یا کسی وجہ سے ذاتی ملازمت یا کام کرنا پڑے تو لازمی طور پر وجہ بیان کرتے ہوئے اس کی اجازت تحریری طور پر حضور انور سے حاصل کی جائے ورنہ بغیر اجازت ذاتی کام کرنے والے واقفین نو سے متعلق حضور انور کا ارشاد ہے کہ اس کا معاملہ حضور انور کی خدمت میں وقف نو سے فراغت کے لیے پیش کردیا جائے۔

واقفین نو اطفال اور خدام کی کونسلنگ، کیریئر پلاننگ اور دیگر تنظیمی کاموں میں رہنمائی کے لیے گزشتہ کچھ سالوں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ کی نیشنل عاملہ میں ایک معاون صدر کے تعین کی ہدایت فرما چکے ہیں۔

(9) پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں نہائت ضروری ہے کہ اپنے مقامی اور نیشنل سیکرٹری وقف نو کو اطلاع دیں تا وہ اپنے ریکارڈ میں اپ ڈیٹ کرلیں اور خصوصاً ملک تبدیل ہونے کی صورت میں لازم ہے کہ اس کی اطلاع شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کو ضرور دی جائے۔ بعض احباب کئی کئی سال تک اپنے پتہ کی تبدیلی سے آگاہ نہیں کرتے۔ اگر وقف نو کا فارم پُر کرنے کے بعد سے آپ کا پتہ تبدیل ہوگیا ہے اور آپ نے ابھی تک اطلاع نہیں کی تو درخواست ہے کہ فوری طور پر شعبہ ہذا کو اپنے نئے پتہ کی اطلاع دیں۔

کسی بھی حوالہ سے خط و کتابت کرتے وقت وقف نو کا حوالہ نمبر ضرور درج کیا کریں۔

دفتر شعبہ وقف نو مرکزیہ کا پتہ مندرجہ ذیل ہے:

Waqf-e-Nau Office Central

22 Deer Park Road, London

SW19 3TL, UK

(01) وقف نو کی درخواستیں اور فارمز براہ راست شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن کی فیکس پر بھی بھجوائے جاسکتے ہیں۔

دفتر کا فیکس نمبر درجِ ذیل ہے:

00442085447643

دفتر ہذا سے ٹیلیفون کے ذریعہ بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ دفتر کا ٹیلیفون 00442085447633 ہے اور دفتری اوقات لندن وقت کے مطابق صبح 10 بجے تا شام 7 بجے ہیں۔

دفتر کا ای میل ایڈریس مندرجہ ذیل ہے:

info@waqfenauintl.org

فتح ہوتے ہیں کبھی ملک بھی کف گیروں سے

احمدیت کے علمبردار دو گروہوں کے صدی کے سفر کا تقابلی جائزہ

(لئیق احمد مشتاق مبلغ سلسلہ سرینام، جنوبی امریکہ)

قسط نمبر 3

ووکنگ مشن

آغاز میں احمدیہ انجمن لاہور نے جس چیز کو انتہائی قابل فخر انداز میں پیش کیا اور کچھ عرصے تک جس کا بہت غلغلہ رہا وہ ووکنگ مشن ہے۔ اس کا آغاز کیسے ہوا، انہی سے جانتے ہیں۔ مجدّد اعظم جلدسوم میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب رقم طراز ہیں: ’’یورپ میں تبلیغ اسلام کی اصل بنیاد ووکنگ مشن کی صورت میں 1912ء میں رکھی گئی۔ ووکنگ مشن بھی کسی تیار کردہ اسکیم کا نتیجہ نہ تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب کو ایک مقدمہ میں وکالت کا کام سرانجام دینے کے لیے انگلستان جانا پڑا۔ مگر دراصل ان کی نیت یہ تھی کہ وہاں اشاعت اسلام کے کام کی بنیاد ڈالیں۔ اپنی وکالت کا فرض ادا کر کے انہوں نے وہاں تبلیغ اسلام کرنے کا ارداہ ٹھان لیا... اس ناسازگار فضا میں خواجہ صاحب نے محض خدا کے وعدوں پر ایمان رکھتے ہوئے تبلیغ اسلام کا کام شروع کر دیا۔ احمدی جماعت نے ان کی اس آواز پر اس قدر جوش سے لبیک کہا کہ جو کچھ کسی کو انہوں نے لکھا وہی حاضر کر دیا، اور لندن میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اس غرض کے لیے فروری 1913ء میں ایک رسالہ بنام اسلامک ریویو جاری کر دیا۔ لندن سے کوئی پچیس میل کے فاصلے پر ووکنگ میں پروفیسر لائیز (سابق پرنسپل اورینٹل کالج لاہور) نے ایک مسجد بیگم صاحبہ بھوپال کے خرچ سے بنوائی تھی، مگر یہ جب سے بنی تھی مقفل پڑی تھی، خواجہ صاحب نے کوشش کر کے اس مسجد کو کھلوایا اور ٹرسٹیان مسجد کی اجازت سے نومبر 1913ء میں مشن کو لندن سے یہاں منتقل کیا۔ تاریخ اسلام میں یورپ کے اندر تبلیغ اسلام کا یہ پہلا باقاعدہ مشن تھا۔ جس طرح ریویو آف ریلیجنز مجریہ 1902ء پہلا انگریزی رسالہ تھا جس کے ساتھ یورپ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد بذریعہ لٹریچر رکھی گئی... 1914ء میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ میں اختلاف رونما ہوا، اور لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام قائم ہوئی جس کے ساتھ ووکنگ مشن کا تعلق قائم ہوا، کیونکہ خواجہ کمال الدین صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ایک ممبر تھے۔ ووکنگ مشن کو اللہ تعالیٰ نے اتنا فروغ دیا کہ وہ تمام مسلمانان انگلستان کا مرکز بن گیا، جہاں عیدین پر تمام مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے، اور جہاں سے دور دور دنیا کے کناروں تک اسلامی لٹریچر پہنچتا ہے، اور انگلستان میں جہاں کہیں بھی کوئی مذہبی جلسہ ہوتا ہے تو اسلام پر روشنی ڈالنے کے لیے مبلغ ووکنگ سے طلب کیے جاتے ہیں، یہاں تک کہ دہریوں اور لامذہبوں کے جلسوں میں بھی ووکنگ سے مبلغ جاتے ہیں اور اسلام پر تقریر کرتے ہیں‘‘۔

(مجدّد اعظم جلدسوم صفحہ 327-328۔ بار اوّل مارچ 1944ء)

مبلغ اسلام خواجہ کمال الدین صاحب فرماتے ہیں: ’’میں اوّل تو اپنی فطرت سے مجبور ہوں۔ غیر اسلامی لوگوں کے سامنے مجھے قرآن اور محمدؐ کو پیش کرنے کے سوا کچھ سمجھ نہیں آتا۔ دوسرے فرقے کی بحث یہاں کرنا میرے علم اور یقین میں اشاعت اسلام کے لیے ’’سم قاتل‘‘ ہے‘‘۔ ’’مسلم مشن ووکنگ مشن اپنی بناء، اپنے وجود، اپنے قیام کے لیے میری ذات کے سوا کسی اور جماعت یا شخصیت یا کسی انجمن کا مرہون احسان نہیں ہے۔ میں نے اپنے ہی سرمایہ سے جو وکالت کے ذریعہ مجھے حاصل ہوا، اس مشن کو قائم کیا۔ اس کے متعلق نہ میں نے کسی سے مشورہ حاصل کیا نہ کسی نے مجھے مشورہ دیا‘‘۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 3۔ صفحہ 406-408۔ ایڈیشن 2007ء)

’’احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور ووکنگ مشن۔ تمام معاملات انجمن کے سپرد۔ مشن کا حساب غبن سے پاک ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری اعلان۔ گذشتہ جولائی میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے جو مشن ووکنگ اور اس کے حساب کتاب کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سپرد کیا ہے، تو اس میں کچھ امور ابھی تصفیہ طلب ہیں، جو خواجہ صاحب کی بیماری کی وجہ سے التوا میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور کہ عنقریب جنرل کونسل میں ان کا تصفیہ ہو کر احباب کو اطلاع دی جائے گی۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب بیرون جات کے احباب بکثرت یہاں موجود تھے، اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب بھی موجود تھے، تمام امور کا تصفیہ ہو گیا ہے، اور خواجہ صاحب نے ووکنگ مشن کو مع اس کے ریزرو فنڈ کے انجمن کے سپرد کر دیا، اور باقی تمام امور بھی جو تصفیہ طلب تھے نہایت خوبی سے طے ہو گئے ہیں‘‘۔ (پیغام صلح یکم جنوری 1929ء صفحہ 1۔ جلد 17 نمبر 1)

’’جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مجاہدین انگلستان کا پیغام، احباب جماعت احمدیہ کے نام۔ مجاہدینِ اسلام، السلام علیکم۔ اس اہم قومی اجتماع کے موقعہ پر ظاہری عدم شمولیت باعث تکلیف ہے... یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ چالیس سال سے کُل عالم میں سے اللہ تعالیٰ نے ان چند ہزار افراد جماعت میں تبلیغ اسلام کا حقیقی اور سچا جذبہ پیدا کیا ہے۔ جو اسلام کے جھنڈے کو عیسائیت کے قلب میں بلند کر رہے ہیں۔ مغربی دنیا کے انسانی سمندر کے اندر اسلامی موج حضرت مرزا صاحب مجدد صد چہار دہم کے ایک عقیدت مند خواجہ کمال الدین صاحب نے 1912ء میں پیدا کی، جس کا سنگین صلیبی چٹانوں سے ٹکراؤ ہوا، اور بالآخر اس مرد مجاہد کی مساعی، اور جماعت کی دعاؤں اور قربانیوں نے ایک تلاطُم پیدا کر دیا۔ کسر صلیب جو امام زمان کے ہاتھ پر مقدر تھی، وہ عملاً مغربی دنیا کے مرکز انگلستان میں مکمل ہو چکی ہے۔ جس کے آثار اس فضا میں نمایاں نظر آ رہے ہیں۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی تقریروں اور تحریروں، حضرت مولوی محمد علی صاحب کی بیش بہا تالیفات و تصنیفات، اور حضرت مولوی صدر الدین صاحب کی موثر تبلیغی مساعی اور دیگر امام ہائے ووکنگ مسجد کی بے لوث خدمت اسلام کا نتیجہ یہ ہے کہ صلیبی مذہب کے ناقابل فہم عقائد کا پول کھل چکا ہے... سعید فطرت روحیں داخل اسلام کو باعث فخر اور نجات سمجھتی ہیں اور بفضل خدا غالب اکثریت امام ووکنگ مشن کے ہاتھ پر کلمہ پڑھتی ہے... مسجد تعمیر کرنے والا ڈاکٹر لائیز کبھی تصور ہی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کسر صلیب کے لیے خود اپنے ہاتھوں ووکنگ میں مرکز قائم کر رہا ہے۔ کس کو معلوم تھا کہ اسلام کا منور چہرہ اس مرکز سے بے نقاب ہو کر ’’ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد‘‘ کا مصداق ہو گا۔ تقریباً 38 سال کے عرصہ میں آپ کی قربانیوں نے صلیبی عقائد کی شکست کے ساتھ ساتھ اصول اسلام کی فتح کی داغ بیل ڈال دی، اور محض تحدیث نعمت کے طور پر بیان کرتا ہوں۔ کہ مسلماں را مسلماں باز کردند کا قیمتی کام بھی آپ کے ذریعہ بہت حد تک ہو رہا ہے۔ ...پس گذشتہ چالیس سال کی انتھک بے لوث قربانیوں کے پھل کا وقت ہے۔ اب اس تبلیغی درخت کی آبیاری دعائے سحر اور جانی مالی قربانیوں سے کی جا سکتی ہے۔ بے شک ووکنگ مشن اور اسلامک ریویو کا بوجھ جماعت کے نازک کندھوں کے لیے باعث تکلیف ہو رہا ہے، لیکن یہ آپ کا شاہکار ہے، اور آپ کی قربانیوں کا عدیم المثال کارنامہ، اور آپ کی خدمت اسلام اور جذبہ تبلیغ کا زریں مصدق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ منزل مقصود کے قرب میں پائے استقلال میں لغزش آ جائے۔ استقامت ہی مشکلات کے حل کا واحد ذریعہ ہے جو اس پاک جماعت کا شعار ہے‘‘۔

(پیغام صلح 10 جنوری 1951ء صفحہ 1۔ جلد 39، شمارہ 1)

’’حضرت خواجہ کمال دین صاحب مرحوم کو یہاں نور اسلام کے پھیلانے میں بے نظیر کامیابی حاصل ہوئی۔ اس اچھی ابتدا سے انجام صاف دکھائی دے رہا ہے، کہ تمام انگلستان حلقہ بگوش اسلام ہو جائے گا۔ یہ تعجب کا مقام نہیں، بلکہ اس کے آثار صاف نظر آ رہے ہیں‘‘۔ (پیغام صلح 17 جنوری 1951ء صفحہ 1 کالم 4۔ جلد 39، شمارہ 2)

یہ وہ تحریریں اور بلند و بانگ دعوے ہیں، جو اہل پیغام کی کتب و جرائد سے من و عن نقل کیے گئے ہیں۔ اب ہر پاک فطرت اور صحیح العقل قاری سے سوال ہے کہ ان جانثاروں کی قربانیوں اور تبلیغ اسلام کی کاوشوں کے حقیقی نتائج کدھر ہیں۔ وہ غالب اکثریت جس نے امام ووکنگ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھا، وہ کدھر گئے۔ ندائے فتح نمایاں اپنے نام کرنے والوں نے اس ملک میں کتنی مساجد تعمیر کیں، اور ان کے کتنے تبلیغی مراکز اس جہاد میں مصروف ہیں۔ سو سالہ عدیم المثال قربانیوں کا کون سا ثمر ہے جو اس وقت احمدیہ انجمن اشاعت لاہور کے ہاتھوں میں ہے؟؟؟ مگر تلخ حقیقت یہ ہے کہ 11 فروری 1968ء کو تبلیغ اسلام کا یہ ہوائی قلعہ پاش پاش ہو گیا، جب مشہور غیر مبائع لیڈر مولوی عبد الرحمٰن مصری کے بیٹے حافظ بشیر احمد مصری نے ارتداد کا اعلان کر کے ووکنگ مشن دشمنان احمدیت کے سپرد کر دیا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 24 صفحہ 756 ۔ alislam.org)

چنانچہ وہ مشن جو ایک بنی بنائی مسجد کی صورت میں انہیں ملا، جسے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ایک بھاری کارنامہ، اور تبلیغ اسلام کا قلعہ قرار دیا جاتا رہا، انجمن اس سے تہی دست ہو گئی۔ مگر چونکہ اس مشن کے قیام کا مقصد مسیح ثانی کی آمد کا اعلان یا اعلائے کلمہ اسلام نہ تھا، بلکہ ذاتی شہرت اور نمود و نمائش اس کا مطمح نظر تھا، اس لیے اس مشن کو وہ تمکنت نصیب نہ ہوئی جو اعمال صالحہ بجالانے والی تقویٰ شعار جماعت سے خاص ہے۔ بلکہ ایک صدی سے زائد کا عرصہ خود اس بات کا گواہ ہے اہل پیغام کا ہر مشن اُس تائید حق سے یکسر محروم ہے جس کا وعدہ احکم الحاکمین نے مومنین کی جماعت سے کیا ہے۔

پھر آگے دیکھیے کیا صورتحال ہے، اخبار پیغام صلح لکھتا ہے: ’’احمدیہ اسلامک سنٹر لنڈن کے استحکام کے لیے ایک مبارک منصوبہ۔ احباب جماعت کے لیے ایک خوشخبری۔ احباب جماعت کو معلوم ہے کہ انجمن کا ایک تبلیغی ادارہ ’’احمدیہ اسلامک سنٹر‘‘ کے نام سے لندن میں قریباً دو سال سے قائم ہے، جس کے انچارج محترم شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے ہیں۔ اس ادارے کے استحکام کے لیے انجمن نے ایک نیا منصوبہ بنایا ہے۔ جس کے لیے محترم شیخ میاں فضل الرحمٰن صاحب آف یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز ملتان نے تیس ہزار روپے کی پیشکش کی ہے۔ اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی تجویز ہے کہ ایک مقتدر وفد تمام جماعتوں کا دورہ کر کے مزید سرمایہ کی فراہمی کے لیے اپیل کرے۔ یہ دراصل وہی تبلیغی مشن ہے جسکی بنیاد جماعت احمدیہ لاہور نے 1914ء میں مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام و اشاعت قرآن کے لیے رکھی تھی۔ اس لیے ضرورت ہے کہ تمام احباب بالخصوص مستطیع احباب اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس عالمگیر فتح اسلام کے منصوبے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں‘‘۔ (پیغام صلح 8 جولائی 1970ء صفحہ 1۔ جلد 58 شمارہ 27)

’’19/ اکتوبر 1974ء کا دن ہمارے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے، اس روز ہم نے اپنے لندن کے گھر 56 لانگلے روڈ ٹوٹنگ لندن، ایس ڈبلیو 17 میں عید الفطر ملن پارٹی کا انتظام کیا۔ یہ گھر ایک خطیر رقم سے خریدا گیا ہے، جو بیشتر ہماری بیرونی جماعتوں نے فراہم کی، اور نصف سے زیادہ رقم ہمارے ٹرینڈاڈ، گیانا اور سرینام کے دوستوں نے اکٹھی کر کے دی ہے۔ اس گھر میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ویسٹرن ہیمیسفیئر کا دفتر ہے، اور یہیں سے مغربی دنیا میں اشاعت اسلام کا کام جاری رہے گا، جو کام ووکنگ مسجد کے ہاتھ سے نکل جانے سے رُک گیا تھا۔ اس کی تلافی انشاءاللہ اس نئے مرکز سے ہو گی۔ اس گھر کا قبضہ 30 ستمبر 1974ء کو ملا تھا‘‘۔ (پیغام صلح 13 نومبر 1974ء صفحہ 12۔ جلد 61، شمارہ 42)

مشرقی اور مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لیے خریدے گئے اس مرکز کی کامیابیوں کا بھی کچھ پتہ نہیں، اور اس وقت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مرکزی ویب سائٹ پر یوکے مشن کا صرف درج ذیل ایڈریس موجود ہے۔ (AAIIL-UK-15 Stanley Avenue,Wembley,HA04JQ-UK)

2013ء کے وسط میں لندن میں ووکنگ مشن کی صد سالہ تقریب منعقد کی گئی، جس میں گنتی کے چند لوگ شامل ہوئے۔

(https://www.youtube.com/watch?v=jLVqe2ERFBk)

اب آیئے ’’محمودی فرقے، اور ربوی جماعت‘‘ کا حال دیکھتے ہیں۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پر 25 جولائی 1913ء کو لندن پہنچے، اور آپ ہی کی ہدایت کے مطابق ووکنگ میں خواجہ کمال الدین صاحب کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے۔ خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر جب خواجہ صاحب خلافت سے کٹ گئے تو آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت پر لندن آ گئے۔ اور اپریل 1914ء میں کرائے کے ایک مکان میں احمدیہ مشن کی بنیاد رکھی۔ اگست 1920ء میں ’’پٹنی ساؤتھ فیلڈ‘‘ میں واقع ایک قطعہ زمین معہ مکان مبلغ 2223 پاؤنڈ میں خریدا گیا۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعُلَاءِ کے مصداق جسے خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 19 اکتوبر 1924ء کو رضائے خداوندی کے حصول، اسکے جلال کے ظہور، خاتم الانبیا اور اسکے ظل کے ذریعہ ملنے والی آسمانی روشنی کو انگلستان اور اردگرد کے ممالک میں پھیلانے کے غیر متزلزل عزم کیساتھ مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد رکھا۔

مٹا کے کفر و ضلال و بدعت کریں گے آثار دیں کو تازہ
خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کا پرچم اڑائیں گے ہم
وہ شہر جو کفر کا ہے مرکز، ہے جس پہ دین مسیح نازاں
خدائے واحد کے نام پر اک اب اس میں مسجد بنائیں گے ہم
پھر اس کے مینار پر سے دنیا کو حق کی جانب بلائیں گے ہم
کلام ربِّ رحیم و رحماں ببانگ بالا سنائیں گے ہم

اس عالی مقام موعود خلیفہ کے یہ الفاظ آج بھی ایمان میں

حرارت پیدا کرتے، اور ملت کے اِس فدائی پر رحمت بھیجتے ہیں: ”آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس بادشاہ نے جس کے قبضہ میں تمام عالم کی باگ ہے۔ مجھے رؤیا میں بتایا تھا کہ میں انگلستان گیا ہوں، اور ایک فاتح جرنیل کی طرح اس میں داخل ہوا ہوں۔ اور اس وقت میرا نام ولیم فاتح رکھا گیا۔ میں جب شام میں بیمار ہوا اور بیماری بڑھتی گئی، تو مجھے سب سے زیادہ خوف یہ تھا کہ کہیں میری شامت اعمال کی وجہ سے ایسے سامان نہ پیدا ہو جائیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ کسی اور صورت میں بدل جائے، اور میں انگلستان پہنچ ہی نہ سکوں۔ اور اس خوف کی وجہ یہ تھی کہ میں اس خواب کی بنا پر یقین رکھتا تھا کہ انگلستان کی روحانی فتح صرف میرے انگلستان جانے کے ساتھ وابستہ ہے، لیکن آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں انگلستان پہنچ گیا ہوں۔ اور اب میرے نزدیک انگلستان کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ آسمان پر اس کی فتح کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ اور اپنے وقت پر اس کا اعلان زمین پر بھی ہو جائے گا۔ دشمن ہنسے گا اور کہے گا یہ بے ثبوت دعویٰ تو ہر اِک کرسکتا ہے، مگر اس کو ہنسنے دو کیونکہ وہ اندھا ہے اور حقیقت کو نہیں دیکھ سکتا“۔

(الفضل قادیان، 4اکتوبر 1924ء صفحہ 3، کالم 3۔ جلد 12، شمارہ 37)

اس موعود خلیفہ کے عزم صمیم اور ترقی اسلام کی تڑپ ان الفاظ سے عیاں ہوتی ہے: ”یاد رکھیں کہ انگلستان وہ مقام ہے جو صدیوں سے تثلیث پرستی کا مرکز بن رہا ہے۔ اور اس میں ایک ایسی مسجد کی تعمیر جس سے پانچ وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی صدا بلند ہو، کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جس کے نیک ثمرات نسلاً بعد نسلٍ پیدا ہوتے رہیں گے۔ اور تاریخیں اس کی یاد کو تازہ رکھیں گی۔ وہ مسجد ایک نقطہ مرکزی ہو گی، جس میں سے نورانی شعائیں نکل کر تمام انگلستان کو منور کر دیں گی۔ بے شک اس سے پہلے بھی وہاں ایک مسجد قائم ہے، مگر وہ ایسے وقت میں بنائی گئی تھی، جبکہ اس مسجد کی ضرورت نہ تھی۔ اور صرف اسلام کا نشان قائم کرنے کے لیے اسے تیار کیا گیا تھا۔ مگر یہ مسجد ضرورت پڑنے پر تعمیر ہو گی۔ پس یہی مسجد پہلی مسجد کہلانے کی مستحق ہے۔ کیونکہ اس کی تعمیر کے پہلے دن سے ہی اس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا نعرہ بلند ہونا شروع ہو جائے گا، جبکہ پہلی مسجد سالہا سال تک مقفل اور بند رہی ہے۔ پس اے صاحب ثروت احباب! بلند حوصلگی سے اٹھو اور ہمیشہ کے لیے ایک نیک یادگار چھوڑو، تا ابدی زندگی میں اسکے نیک ثمرات پاؤ، وہ ثمرات جن کی لذت کا اندازہ انسانی دماغ کر ہی نہیں سکتا۔ اور یاد رکھو کہ غرباء ہزاروں طریق سے خدمت دین کر کے ثواب کما رہے ہیں، اور اس کام میں بھی وہ اپنے ذرائع کے مطابق یہی کوشش کریں گے کہ اپنے امیر بھائیوں سے آگے نکل جاویں۔ کیونکہ وہ خدمات دین کرتے کرتے بوجھ اٹھانے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدی احباب کے قلوب کو کھول دے، اور ان کے حوصلوں اور ذرائع کو وسیع کر دے اور اس کام کے بہت جلد تکمیل کو پہنچنے کے سامان پیدا کر دے۔ اَللّٰھُمَّ آمین“۔ (تحریک تعمیر مسجد لندن۔ انوار العلوم جلد 5، صفحہ 5-4۔ ایڈیشن جون 2008ء قادیان)

دو سال کے عرصہ میں اس مرکز تثلیث میں خانہ خدا کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اور 3اکتوبر 1926ء کو اس کا افتتاح ہوا۔ پھر جولائی 1967ء میں اِسی موعود خلیفہ کے لخت جگر نافلہ موعود نے اس مسجد کے پہلو میں محمود ہال کی بنیاد رکھی، اور ہال کے علاوہ لائبریری اور کشادہ مشن ہاؤس تعمیر ہوا۔ پھر اس روشنی کی کرنیں لندن کے مضافات میں پھیلنا شروع ہوئیں، اور برطانیہ کے مختلف علاقوں میں مساجد اور جماعتوں کا قیام ہوا۔ اپریل 1984ء میں یہی مسجد اور مشن ہاؤس خلیفۃ المسیح کا تخت گاہ بن کر عالمی توجہ کا مرکز بنی۔ پھر پانچ ماہ کی قلیل مدت میں ”اسلام آباد“ آباد ہوا، اور صحیفے نشر کرنے کے لیے رقیم پریس کا قیام عمل میں آیا۔ اسی مسجد فضل لندن سے ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“ کے خدائی وعدے کا ظہور ”مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ“ کی صورت میں نئی شان کے ساتھ ہوا، جب مسیح وقت کا خلیفہ نظارہ و آواز کے ساتھ قریہ قریہ، شہر شہر اور ملک ملک پہنچا۔ پھر اسی مسجد فضل سے عالمی درس القرآن، اور ترجمۃ القرآن کلاس کا آغاز ہوا۔ پھر اکتوبر 2003ء میں مسجد بیت الفتوح کے ساتھ اس خدائی جماعت کے لیے عالمی فتوحات کے نئے دروازے کھولے گئے۔ دنیا کو حقیقی امن کی راہ دکھانے کے لیے ”پیس سمپوزیم“ کا انعقاد شروع ہوا۔ سیدنا طاہر رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلربا یادوں کو تازہ رکھنے کے لیے طاہر ہاؤس کا قیام عمل میں آیا۔ 11فروری 2014ء کو لندن کے تاریخی گلڈ ہال (Guildhall) کی پرشکوہ عمارت میں ”اکیسویں صدی میں خدا تعالیٰ کا تصوّر“ کے موضوع پر مذاہب عالم کی یادگار کانفرنس کا انعقاد کروا کے ایک نئی تاریخ رقم کی گئی۔ آج برطانیہ بھر میں خلافت سے وابستہ جانثاران کی 136 جماعتیں قائم ہیں۔ 32 مبلغین کرام میدان عمل میں سرگرم ہیں۔ 22 مساجد اور 20 مشن ہاؤس ”احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور“ کو دعوت فکر دے رہی ہیں۔

نشان ساتھ ہیں اتنے کہ کچھ شمار نہیں
ہمارے دین کا قِصّوں پہ ہی مدار نہیں
امامِ وقت کا لوگو کرو نہ تم اِنکار
جو جھوٹے ہوتے ہیں وہ پاتے اقتدار نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”جیسا کہ اُس نے اپنی پاک پیشین گوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے کہ، اِس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا، اور اس کو نشو ونما دے گا، یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ پر رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلائیں گے، اور اسلامی برکات کے لیے بطور نمونہ ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائیگی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے، وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے، ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔ فالحمد لہٗ اوّلاً واٰخرًا وظاھرًا وباطناً۔ اَسْلَمْنَالَہٗ۔ ھُوَمَوْلَنَافی الدنیا والاٰخرۃ۔ نعم المولیٰ ونعم النصیر“۔ (اشتہار 4مارچ 1989ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 198)

(باقی آئندہ)

نمازِ جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ مورخہ 13/دسمبر 2018ء کو نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ ارجمند سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم لطیف احمد صاحب مرحوم (ہیز۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرمہ ارجمند سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم لطیف احمد صاحب مرحوم (ہیز۔ یوکے)

11دسمبر 2018ء کو 81سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ قریشی محمد شفیع صاحب مرحوم (آف الکیمسٹ ربوہ) کی بڑی بیٹی تھیں۔ ربوہ سے 2001ء میں ہجرت کر کے یوکے آئیں اور یہاں ہیز میں اپنی بیٹی کے پاس مقیم تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو، چندہ جات میں باقاعدہ، کثرت سے صدقہ وخیرات کرنے والی، غریبوں کی ہمدرد، بہت نیک، مخلص اور فدائی خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ والہانہ محبت کا تعلق تھا۔ لجنہ اماء اللہ ربوہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ کثیر تعداد میں بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھایا۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرم منصور احمد صاحب ڈنڈوتی (یادگیر۔ کرناٹک۔ انڈیا)

2/اگست 2018ء کو بعارضہ کینسر 49سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ نمازوں کے پابند، پرہیز گار، دیانتدار، سلسلہ کا درد رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہری محبت تھی۔ حضور انور کا خطبہ بڑی باقاعدگی سے ایم ٹی اے پر براہ راست سنا کرتے تھے۔ اپنی جماعت میں سیکرٹری امور عامہ کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

2۔ مکرمہ سُلیحہ سلیم صاحبہ (اہلیہ مکرم سلیم احمد صاحب۔ صدر جماعت اڈن گڑی۔ تامل ناڈو)

2/ستمبر 2018ء کو 54سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے اڈن گڑی مجلس میں صدر لجنہ کے علاوہ سیکرٹری تعلیم وتربیت کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، غریب پرور، مہمان نواز، نیک اور ہمدرد خاتون تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مالی قربانی میں بھی پیش پیش رہتی تھیں۔ تبلیغ میں خاص دلچسپی تھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

3۔ مکرم عبد المنان صاحب والد مکرم حافظ مظفر احمد صاحب (ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی ربوہ)

19نومبر 2018ء کو 92سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد حضرت مولوی غلام رسول صاحبؓ اور دادا حضرت مولوی غلام حیدر صاحب دونوں حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ احمدیہ قادیان میں بھی پڑھتے رہے۔ آپ قائد مجلس خدام الاحمدیہ خوشاب اور نگران حلقہ تحصیل خوشاب بھی رہے اور دیہاتی جماعتوں میں تعلیم وتربیت کے کام کی خاص توفیق پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد جب تک صحت نے اجازت دی بطور معلم وقف جدید شادیوال ضلع گجرات اور ادرحمہ ضلع سرگودھا میں خدمت کی توفیق پائی۔ دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ دعا گو اور متوکل علی اللہ انسان تھے۔ خلافت سے بہت محبت تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ جن میں سے دو بیٹے مکرم حافظ مظفر احمد صاحب (بطور ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی ربوہ) اور مکرم منصور احمد شاہد صاحب (بطور مربی سلسلہ نظارت دعوت الی اللہ) خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کی اولاد میں خدا کے فضل سے چھ حفاظ قرآن اور تئیس بچے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔

4۔ مکرم محمود احمد صاحب باجوہ ابن مکرم چوہدری شیر محمد باجوہ صاحب (لاہور کینٹ)

8/اکتوبر 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پاکستان ایئر فورس سے بطور گروپ کیپٹن ریٹائر ہوئے۔ بڑے فرض شناس، قابل اور نڈر انسان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت سے والہانہ عشق تھا اور سلسلہ کے لیے غیرت رکھتے تھے۔ تبلیغ کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ واقفین زندگی کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، غریبوں کے ہمدرد، صلہ رحمی کے جذبہ سے سرشار بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ 1975ء میں آپ کو حج کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ مرحوم (سابق صدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ) کے بھائی تھے۔

5۔ مکرمہ شاہ بانو میر صاحبہ (کیلگری)

23 نومبر 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے شادی کے بعد بیعت کی توفیق پائی اور اپنے خاندان میں اکیلی احمدی ہونے کی وجہ سے بہت سی قربانیاں بھی کیں۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کی خاطر ربوہ منتقل ہو گئی تھیں۔ خلافت کے ساتھ بہت محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ بچوں کو بھی ہمیشہ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق رکھنے کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

6۔ مکرمہ کوثر پروین صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد گوندل صاحب (کینیڈا)

9 نومبر 2018ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق گوندل فارم (کوٹری) سے تھا۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ کھوسکی (بدین) خدمت کی توفیق پائی۔ مرکزی اور جماعتی مہمانوں کی بڑے اخلاص کے ساتھ خدمت کیا کرتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، باقاعدگی سے چندہ ادا کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ وفا اور عقیدت کا گہرا تعلق تھا اور ہمیشہ اپنے بچوں کو بھی خلافت سے وابستہ رہنے کی تاکید کیا کرتی تھیں۔

7۔ مکرم بشارت احمد صاحب بھٹی ابن مکرم محمد عبداللہ صاحب مرحوم (کراچی)

21 نومبر 2018ء کو 71سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چراغ دین صاحبؓ کے پوتے تھے۔ مرحوم نے حلقہ دستگیر سوسائٹی کراچی میں لمبا عرصہ سیکرٹری وقف نو کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ انتہائی ہمدرد، ملنسار، بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیویوں کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ....از صفحہ نمبر 24

..........از صفحہ نمبر 24

مجھے کامل یقین ہے کہ اگر تمام واقفین نو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونہ کی معمولی سی بھی پیروی کرنے لگ جائیں تو وہ دنیا میں روحانی اور اخلاقی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

جہاں تک خدمت کا سوال ہے، تو ضروری نہیں کہ آپ کو بالغ ہوتے ہی جماعت کی ہمہ وقت خدمت کے لیے بلا لیا جائے۔ اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ آپ میں سے کئی واقفین نو نظام سے باقاعدہ اجازت حاصل کر کے باہر ملازمتیں اور اپنے کام بھی کر رہے ہیں۔ پس آپ جو بھی کام کریں، یہ بات آپ کے ذہن نشین رہے کہ آپ دنیا کے کاموں میں بالکل ہی نہ کھو جائیں بلکہ آپ کا وقف ہی آپ کی اولین ترجیح رہے۔

آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معیار میں ترقی کرنے والے ہوں، آپ کے روحانی اور اخلاقی معیار بلند سے بلند تر ہوتے چلے جائیں اور یہ کہ آپ اپنے دینی علم کو بھی بڑھائیں۔

قطع نظر اس کے کہ آپ کہاں رہ رہے ہیں یا کہاں کام کر رہے ہیں آپ کی زندگی اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ ہو اور پوری دنیا میں جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے دین کی تبلیغ کریں۔ آپ اپنی خداداد صلاحیتوں کو اپنے دین کے فروغ کے لیے بروئے کار لائیں۔ اگر آپ یہ سب کچھ کریں گے تبھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ ایک حقیقی واقفِ نو کی زندگی گزارنے والے ہیں۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰٓی ۔ کہ اس نے جو عہد کیا اسے پورا کر کے دکھایا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 234)

اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس وعدے کو جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا کامل اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ پورا کیا۔ اور یوں وہ اپنے خالق کے پیار کے مستحق ٹھہرے۔ پس اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے مقدس عہد کو پورا کریں۔ ایسا کرنا آسان یا معمولی بات نہیں۔ وقفِ زندگی اور وقفِ نَو کا عہد بہت وسیع اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ یہ عہد تقاضا کرتا ہے کہ ہم اپنی زندگیاں اپنے دین کی خدمت کے لیے وقف کر دیں۔ اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کہ یہ عہد تقاضا کرتا ہے کہ آپ ہر آن اپنی عبادات کے معیار کو بلند سے بلند تر کریں اور اپنے اخلاقی اور روحانی معیار میں ترقی کریں۔

بے شک اگر تمام واقفینِ نَو اپنے عہد کو پورا کریں تو ہم دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب اور روحانی تبدیلی برپا ہوتے دیکھیں گے۔ لیکن ابھی منزل مقصود بہت دور ہے۔

بعض اوقات مجھ سے نئے شادی شدہ جوڑے آ کر ملتے ہیں اور خاوند یا بیوی اس بات کو بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ میں وقفِ نَو ہوں یا یہ کہ میرا خاوند یا میری بیوی وقفِ نَو ہے اور اسی طرح ہمارا ایک بچہ بھی وقفِ نَو ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ ان کا پورا گھر اس بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے کئی بار کہا ہے کہ صرف وقفِ نو کا ٹائٹل لگا لینا بے معنی ہے۔ آپ اس وقت حقیقی طور پر واقفِ نو بنیں گے جب آپ اپنے عہد کو سمجھتے ہوئے اپنی تمام تر استطاعت کے ساتھ اسے پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔

اس عہد کی پاسداری مستقل جدوجہد، اعلیٰ جذبے اور عظیم قربانیوں نیز اپنے خالق سے کامل وفاداری کا تقاضا کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی راہ میں کامل طور پر فرمانبرداری اختیار کی جائے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اختیار کی۔ جنہوں نے اپنی ذات خدا تعالیٰ کی کامل اطاعت میں ڈال دی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر مشکل برداشت کی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کی اطاعت اور اخلاص کی تصدیق فرمائی۔ پس یہ وہ معیار ہے جس کی تقلید کی کوشش ہر ایک وقف نو کو کرنی چاہیے۔

ایک اَور جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری اور صدق اور اخلاص دکھلانا ایک موت چاہتا ہے۔ جب تک انسان دنیا اور اس کی ساری لذتوں اور شوکتوں پر پانی پھیر دینے کو تیار نہ ہو جاوے۔ اور ہر ذلّت اور سختی اور تنگی خدا کے لیے گوارا کرنے کو تیار نہ ہو۔ یہ صفت پیدا نہیں ہو سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ بت پرستی یہی نہیں کہ انسان کسی درخت یا پتھر کی پرستش کرے بلکہ ہر ایک چیز جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے روکتی ہے اور اس پر مقدم ہوتی ہے وہ بت ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 429) آپ سب کو اس بات پر غور کرنا چاہیے اور اپنی زندگیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں آپ بھی دنیاوی کاموں اور دنیاوی ترقیوں کو حاصل کرنے کی دوڑ میں اپنے دین سے دور تو نہیں نکل گئے؟

اگر ایک انسان کو اس قسم کے دنیاوی مفادات اللہ تعالیٰ کو بھلانے پر مجبور کر دیں تو وہ کس طرح یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا وفادار ہے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے یا یہ کہ وہ ان معیاروں کو پا چکا ہے جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی ہے؟

بہت سارے واقفینِ نو نوکریوں اور کاروباروں میں مصروف ہیں لیکن انہیں اپنے دنیاوی کاموں کو خدا تعالیٰ کی عبادت میں حائل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ اسی طرح ایسے بچے جو کمپیوٹر گیمز کھیلتے ہیں یا دوسرے مشاغل رکھتے ہیں انہیں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ ان کی کھیلیں یا ان کے مشغلے ان کو نمازوں کی ادائیگی اور مذہبی فرائض پر عمل کرنے سے غافل نہ کر دیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ ایسی عادت ڈال لیں کہ جب بھی نماز کا وقت ہو وہ کھیل اور دوسرے کاموں کو چھوڑ دیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کا دین ان کی دنیاوی خواہشات پر مقدم رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب تک وہ بُزدلی کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت و مشکل کے اٹھانے کے لیے تیار نہ رہے گی وہ صالحین میں داخل نہیں ہو سکتی۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 255)

پس یہ اپنے دین سے وفاداری کا معیار ہے جو اللہ تعالیٰ کے افضال اور اس کا قرب پانے کے لیے ضروری ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے، صرف وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہو جانا اور اپنے آپ کو وقف نو کہلانا کوئی قابلِ فخر بات نہیں۔ پس اگر کوئی مجھے یہ بتاتا ہے کہ وہ، اس کی بیوی اور بچے سب وقفِ نو ہیں تو ان کو سمجھنا چاہیے کہ جب تک وہ اطاعت کے ان اعلیٰ معیاروں تک نہیں پہنچتے جن کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے تقاضا فرمایا ہے اس وقت تک وقفِ نَو کی تحریک میں شامل ہونا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ جب تک آپ اپنے دین کو تمام دنیاوی معاملات پر ترجیح نہیں دیتے، صرف وقفِ نو میں شامل ہو جانا بے معنیٰ ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو ہمیشہ اپنے لیے یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی ذمہ داریاں اور اپنے ایمان کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

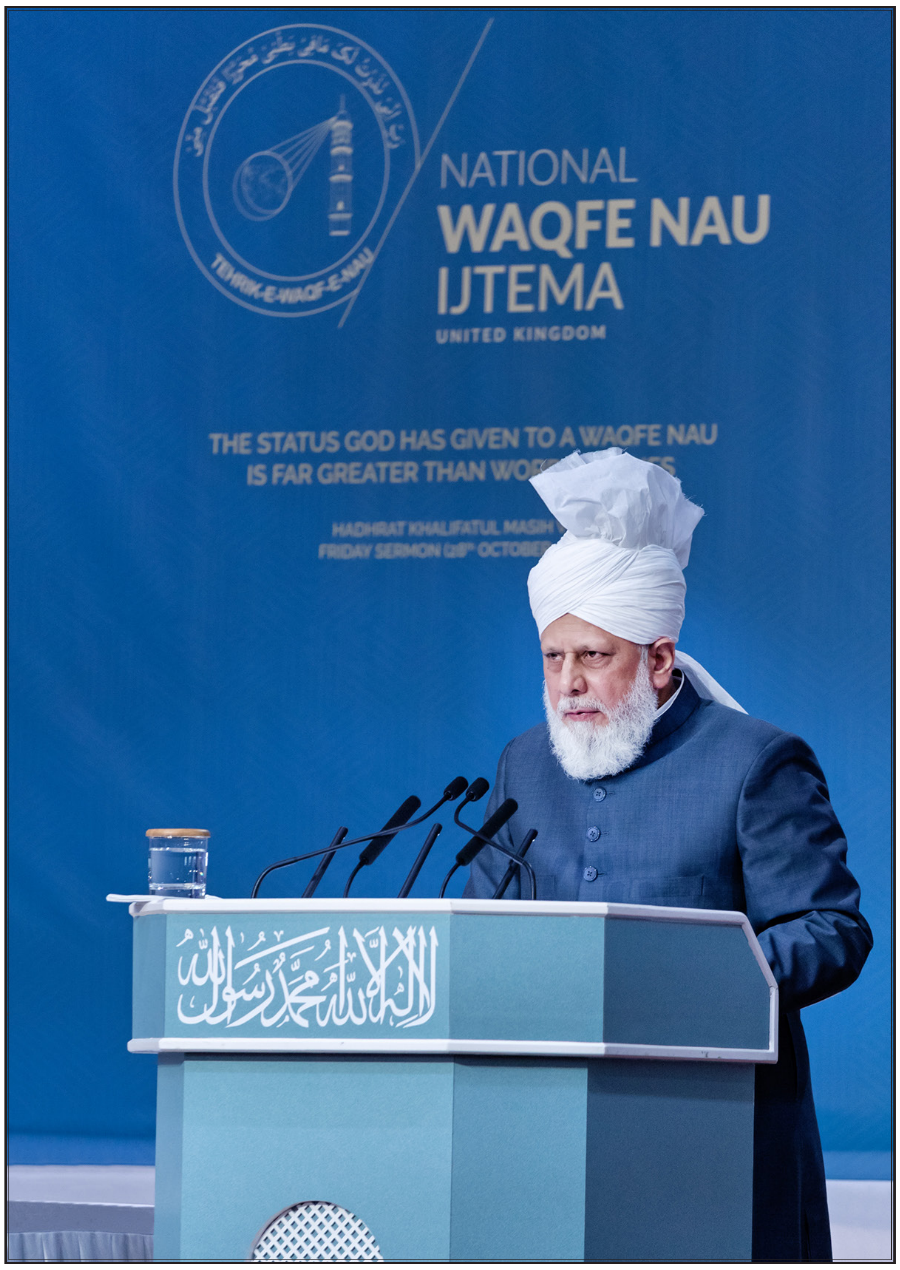

برطانیہ کے نیشنل اجتماع وقف نو (خدام و اطفال) کے اختتامی اجلاس سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب فرما رہے ہیں

یہاں میں کم عمر بچوں کو جو ابھی اطفال ہیں اور خدام کو بھی اس بات کی یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ وقفِ نو کی حیثیت سے آپ کو اطفال الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ کا فعال رکن ہونا چاہیے۔ آپ کو دیگر اطفال اور خدام کے لیے نمونہ بنتے ہوئے ہر ذمہ داری ادا کرنے اور قربانی دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

پھر ایک وقفِ نَو کی عبادتوں کا معیار بھی دیگر احمدیوں سے اونچا ہونا چاہیے۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں آپ کو باقاعدگی سے نماز باجماعت ادا کرنی چاہیے اور ہر روز قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیے صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ بڑی عمر کے واقفینِ نو بچوں کو باقاعدگی کے ساتھ نوافل ادا کرنے چاہئیں۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

پھر نوجوان اطفال اور خدام الاحمدیہ کے تمام ممبران کو توجہ کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی بیان فرمودہ تفاسیر کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا علم ہونا چاہیے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ان پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی وقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

ایک واقفِ نو کے اخلاق و عادات ہر حال میں مثالی ہوں گے تو تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

مزید یہ کہ بے شک تمام اطفال اور خدام کو مناسب لباس پہننا چاہیے اور دوسروں کے ساتھ عزت اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے، لیکن ایک واقفِ نو کے معیار اس سے بھی بلند تر ہونے چاہئیں۔ صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی وقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

لڑکیوں کے مقابلہ میں لڑکے معاشرے میں پھیلی بے حیائی اور بد اخلاقی سے زیادہ جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ تاہم ہمارے لڑکوں کو اپنی پاکدامنی کا خیال رکھنا چاہیے اور کسی نامناسب اور غیر اخلاقی حرکت میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ صرف تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے والدین کی عزت کریں، ان کی اطاعت کریں، ان کا خیال رکھیں اور ان کے لیے دعا کریں۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

خوش نصیب واقفینِ نَو اپنے پیارے آقا کے خطاب سے فیضیاب ہو رہے ہیں

اسی طرح اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آئیں اور ان کے لیے ایسی نیک مثال قائم کریں جس سے وہ بھی سیکھیں۔ تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نَو کہہ سکتے ہیں۔

اگر آپ شادی شدہ ہیں تو آپ اپنی بیوی اور بچوں کے لیے بہترین نمونہ قائم کریں۔ اُن سے پیار کا سلوک رکھیں اور ان کا خیال رکھیں اور ان کی ضروریات پوری کریں۔ اس بات کے لیے سنجیدگی کے ساتھ کوشش کریں کہ جماعت احمدیہ کی آئندہ نسل اخلاص کے ساتھ نظامِ جماعت سے وابستہ رہے۔ صرف تب ہی آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

اسی طرح آپ میں سے جو شادی کرنے کا سوچ رہے ہیں انہیں چاہیے کہ احمدی، نیک لڑکیوں کا انتخاب کریں تا کہ آپ کی آئندہ نسلیں نیک ماحول میں پروان چڑھیں۔ اگر آپ جماعت کے مستقبل کو محفوظ کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں تو تب ہی حقیقی واقفِ نَو کہلا سکتے ہیں۔ آپ کو سخت جان اور مضبوط اعصاب کا مالک ہونا چاہیے۔ آپ کو شدید محنت اور دین کی خاطر ہر خدمت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ آپ کو ہر قسم کی مشکلات برداشت کرنے اور جماعت کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

واقفینِ نَو کو تبلیغ کے میدان میں سب سے آگے ہونا چاہیے اور اسلامی تعلیمات کی اشاعت کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے بجالانا چاہیے۔ اور اس مقصد کے لیے آپ کے پاس دین کا علم ہونا چاہیے۔ پس میں دوبارہ اس بات کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ قرآن کریم کے گہرے معانی کو سمجھنے اور جماعت کی طرف سے شائع کردہ کتب اور رسائل کو پڑھنے کی کوشش کریں۔ صرف اسی صورت میں آپ اپنے آپ کو حقیقی واقفِ نو کہہ سکتے ہیں۔

پھر ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ ایک واقفِ نو کی ذمہ داری ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے پیغام اور اس کے مشن کو پھیلائے اور ان کا سلطانِ نصیر بنے۔ آپ یہ کام صرف اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب آپ خلافت کے کامل اطاعت گزار ہوں گے۔ آپ دوسروں کو بھی اس بات کی نصیحت صرف اسی صورت میں کر سکتے ہیں جب آپ خود خلیفۂ وقت کی ہدایات اور راہنمائی پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

جہاں تمام احمدیوں کو یہ مستقل عادت بنانی چاہیے کہ وہ میرے خطباتِ جمعہ اور دیگر پروگراموں کو سنیں وہاں واقفینِ نو کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ خطبات سننے کے ساتھ ساتھ نوٹس بھی لیں اور جو میں نے کہا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور جو وہ سیکھیں اپنی روزمرہ کی زندگی کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

پھر ایک واقفِ نَو کو ہر قسم کے تکبر اور غرور سے پاک ہونا چاہیے۔ اس کے برعکس عاجزی اور صبر و تحمل آپ کا طرۂ امتیاز ہونا چاہیے۔ آپ صرف اسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب کو پا سکتے ہیں جب آپ ان تمام خوبیوں کو پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی ذمہ داری اور عہد کو سمجھنے اور وقف کے تقاضوں کو کماحقہٗ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چاہے آپ باقاعدہ طور پر کسی جماعتی خدمت پر مامور ہوں یا ذاتی کام کر رہے ہوں، آپ کو اُس مقدس عہد کو پورا کرنے کے لیے پوری کوشش کرنی چاہیے جو آپ کے والدین نے آپ کی پیدائش سے پہلے کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو علم و ایمان میں مسلسل ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو اپنی اخلاقی اور روحانی حالتوں میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو جماعت کے لیے اپنی خدمات میں مسلسل اضافہ کرنے اور کامل اخلاص کے ساتھ اپنا عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

جماعت احمدیہ برطانیہ کے نیشنل اجتماع وقفِ نَو (خدام و اطفال) کا ایک منظر

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کیے جاتے ہیں۔

احمدیت سے میرا پہلا تعارف

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ مارچ 2012ء میں مکرم چودھری محمد علی صاحب مرحوم (سابق وکیل التصنیف تحریک جدید ربوہ) کے قبول احمدیت کا واقعہ حضرت مولوی ظہورحسین صاحب کے بارہ میں شائع ہونے والی ایک کتاب ''مجاہد بخارا و روس'' سے منقول ہے۔

محترم چودھری صاحب ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ رقمطراز ہیں کہ مجھے دین کا تو کچھ علم نہ تھا البتہ احمدیوں کے بارہ میں منفی تاثر ضرور موجود تھا۔ بچپن میں بھی تقریروں اور مباحثوں سے دلچسپی تھی اس لیے ایک مندر میں چلا گیا جہاں حلال اور حرام کے موضوع پر تقریر ہو رہی تھی۔ آریہ سماجی مقرر اسلام کا مذاق اُڑاتے ہوئے ایک ایک جانور کا نام لیتا مثلاً مینڈک، کوّا، کچھوا اور پھر چار پانچ فقہاء کے فیصلے کے مطابق مضحکہ خیز رنگ میں حلال و حرام کی تکرار کرتا۔ اتنے میں ایک صاحب کھڑے ہوئے اور پنڈت صاحب کو مخاطب کرکے کہنے لگے کہ بکواس بند کریں۔ اُس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں حافظ حسن علی ہوں۔ پنڈت نے مذاقاً کہا کہ آپ حافظ (نابینا) ہیں... اتنے میں ایک دبلا پتلا نوجوان کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ مجھے سٹیج پر آکر جواب دینے کی اجازت دیں۔ پنڈت کے پوچھنے پر اُس نے بتایا کہ میرا نام ظہور حسین ہے اور مَیں قادیان سے آیا ہوں۔ پنڈت کہنے لگا کہ ہماری مسلمانوں سے بات ہو رہی ہے، آپ کی بات نہیں ہو رہی۔ اس پر لوگوں نے شور مچایا کہ نہیں یہ بھی مسلمان ہیں۔ (نعرۂ تکبیر بھی بلند ہوئے)۔ میرے لیے بڑی بات یہ تھی کہ احمدیوں کی طرف سے اسلام کا دفاع ہو رہا تھا۔ چنانچہ احمدیت سے پہلا تعارف ہوا تو یہی خیال آیا کہ یہ کیا بات ہوئی کہ جو اچھی بات کرتا ہے اور مخالف کو چیلنج کرسکتا ہے وہی مسلمان نہیں۔ بہرحال حضرت مولوی ظہورحسین صاحب نے پنڈت کو اگلے دن مناظرے کا چیلنج دے دیا۔

اگلے روز ایک پبلک جلسہ میں حضرت مولوی صاحب نے ویدوں پر عموماً اور نیوگ پر خصوصاً تفصیل سے بیان کرنا شروع کیا تو ہندوؤں نے عرض کی کہ ہمارا تو آریہ سماج سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ہم نے اسلام پر اعتراض کیا ہے۔ پھر بھی ہم معافی مانگتے ہیں کہ آریہ سماج نے اسلام پر گند اُچھال کر آپ کی دل آزاری کی ہے۔

اُس سے اگلے روز آریہ مقرر ہمارے سکول میں آیا اور ہم چند لڑکوں کو دائرے میں بٹھاکر پہلے نام پوچھتا (تا کہ ہندو اور مسلمان میں فرق کرسکے) اور پھر پوچھتا کہ ماس (یعنی گوشت) کھاتے ہو؟ ہندو بچے جواباً کہتے کہ نہیں اور مسلمان اور سکھ بچے کہتے کہ کھانا چاہیے۔ میری باری آئی تو مَیں نے کہا کہ مَیں کھاتا تو نہیں لیکن کھانا چاہیے۔ (مَیں گوشت نہیں کھاسکتا تھا اور زندگی میں پہلی بار اُس وقت گوشت کھایا جب مَیں ایم اے کی کلاس میں تھا)۔ مَیں نے یہ بھی کہا کہ آپ بھی گوشت کھاتے ہیں کیونکہ یہ سبزیاں جاندار ہیں اور آپ ان کا گوشت کھاتے ہیں (مَیں نے اُن دنوں بچوں کے ایک رسالے میں اس بارہ میں سائنسی مضمون پڑھا تھا)۔ میرا جواب سُن کر اُس نے پوچھا کہ کیا تم مرزائی ہو؟ مجھے علم ہی نہیں تھا کہ مرزائی کون لوگ ہوتے ہیں لیکن یہ بات دل میں گڑ گئی کہ مرزائی صحیح بات کرتا ہے۔ بہرحال خاکسار کے قبول احمدیت کی نعمت کے حصول میں حضرت مولوی ظہورحسین صاحب کا بہت بڑا حصہ ہے۔

...☆...☆...☆...☆...

انی مہین من اراد اہانتک

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے:

انی مہین من اراد اہانتک۔

ایک طرف تو مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ اس شخص کی بیخ کنی کرو اور ایک طرف خدا تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو فرماتا ہے کہ مَیں اُس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا مئی 2012ء میں مکرم اقبال احمد خان صاحب (حال کینیڈا) کے قلم سے ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں وہ ایک بدزبان معاند احمدیت کی تذلیل کا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرتے ہیں۔

مضمون نگار کے دادا حضرت مولوی محمد خان صاحبؓ، افغانستان کے گاؤں خوست کے قریب سید گاہ کے رہنے والے تھے اور حضرت صاحبزادہ شہزادہ سید عبداللطیف صاحبؓ شہید کے شاگردوں میں سے ایک تھے۔ آپؓ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے کہنے پر 1901ء میں قادیان تشریف لے گئے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت حاصل کرکے واپس آئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کی شہادت کے بعد آپؓ اپنے افراد خانہ اور حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے خاندان کے ہمراہ افغانستان سے ہجرت کرکے پہلے سرائے نورنگ بنوں میں قیام پذیر ہوئے اور کچھ عرصے کے بعد مستقل طور پر قادیان میں سکونت اختیار کرلی۔ 1947ء میں تقسیم ہند کے بعد ہجرت کرکے آپؓ پشاور میں مقیم ہوگئے کیونکہ آپؓ کے بیٹے (یعنی مضمون نگار کے والد محترم) ان دنوں بسلسلہ ملازمت پشاور میں مقیم تھے۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ معاند احمدیت مولوی لال حسین اختر بدزبانی میں شہرت رکھتے تھے۔ وہ پہلے احمدی تھے لیکن بعد میں مرتد ہوکر احمدیت کے سخت ترین مخالفوں میں شمار کیے جانے لگے۔ 1968ء یا 1969ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کے لیے پشاور سے مَیں اپنے ایک رشتہ دار لطف الرحمٰن کے ساتھ روانہ ہوا۔ انہیں ایام میں مجلس ختم نبوت بھی اپنا جلسہ چنیوٹ میں منعقد کرنے کا اہتمام کرتی تھی۔ ہم دونوں اس جلسہ میں مولویوں کی تقاریر سننے کے لیے چلے گئے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے ایک مولوی صاحب سے کہا کہ ہم بہت دُور سے صرف بڑے مولوی صاحب کی تقریر سننے آئے ہیں اس لیے ہمارے ٹھہرنے کا بندوبست کریں۔ وہ ہمیں مولوی لال حسین اختر کے پاس لے گئے تو مَیں نے مولوی صاحب سے کہا کہ ہم پشاور سے آپ کا جلسہ سننے آئے ہیں اور مَیں پشاور کے حبیب احمد خان کا بیٹا ہوں۔ غالباً کوئی اَور حبیب احمد خان ہوں گے جو مولوی لال حسین اختر کے جاننے والے تھے کیونکہ پھر مولوی صاحب بڑے تپاک سے ملے اور بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

مولوی صاحب کی لمبی سفید داڑھی تھی۔ باتوں باتوں میں مَیں نے اُن سے ربوہ میں موجود جنت اور دوزخ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے سختی سے منع کیا کہ ربوہ ہرگز نہیں جانا۔ وہاں ایک شامیانہ ہوگا اور ایک میز اور کرسی ہوگی۔ وہ آپ کا نام پوچھ کر لکھیں گے اور پھر جنت اور دوزخ کا بتائیں گے۔ مَیں اُن کے منہ کی طرف دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یہ شخص اتنی لمبی سفید داڑھی رکھتے ہوئے بھی کتنی دیدہ دلیری سے جھوٹ بول رہا ہے۔ آخر اِس نے اللہ کے پاس حاضر ہونا ہے، اِس کو شرم بھی نہیں آتی۔ یہ تو احمدی بھی رہا ہے اور اس کو سب باتوں کا علم بھی ہے۔

مولوی صاحب نے ہمیں کہا کہ ہم دونوں سٹیج پر اُن کے دائیں بائیں کھڑے رہ کر ڈیوٹی دیا کریں۔ ہمیں سینوں پر لگانے کے لیے بڑے بڑے پھولوں والے بیج بھی دیے گئے۔ ہمیں وہ جب بھی بلاتے تو پشاور والے مہمان کہہ کر بلاتے۔ پہلے دن تو ہم سارا وقت اُن کے ساتھ سٹیج پر موجود رہے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ اگر کسی نے پہچان لیا تو بہت بُرا ہوگا۔ اس لیے ہم نے مولوی صاحب سے کہا کہ ہم تو آپ کو سننے آئے ہیں اور یہاں سٹیج پر رہ کر ہم پوری یکسوئی سے آپ کے ارشادات نہیں سن سکتے اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ سامنے مجمع میں بیٹھ کر آپ کی تقریر سنیں۔ چنانچہ ہمیں بیٹھ کر جلسہ سننے کی اجازت مل گئی۔ لیکن باقی وقت وہ ہمیں اپنے ساتھ ہی رکھتے تھے۔

جس عمارت میں ہمیں ٹھہرایا گیا تھا وہاں اُن کے دوسرے شاگرد اور دوست احباب بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ رات کو جب میں گہری نیند سویا ہوا تھا تو ایک نہایت ہی غلیظ اور گندی گالی سنائی دی جس سے میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ ایک شخص دری سے ٹھوکر کھاکر گرا تھا اور بجائے خدا کو یاد کرنے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دے رہا تھا۔ ہم دونوں کو اس شخص کی گندی زبان اور اس کی حرکت سے سخت تکلیف پہنچی۔

جلسے کے دوسرے دن جلسہ ختم ہونے کے بعد مولوی لال حسین اختر صاحب اپنی رہائشگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جلسہ گاہ کے باہر ایک گندا نالہ تھا جس کے اوپر سے گزرنے کے لیے ایک پُل بنایا گیا تھا۔ اُس پُل پر سے گزر کر ہم سب جلسہ گاہ میں آیا جایا کرتے تھے۔ اس نالے میں تمام چنیوٹ کے پاخانوں کی غلاظت بہتی تھی۔ جب ہم نالے کے اوپر سے گزر رہے تھے تو اچانک ایسی آواز آئی کہ جیسے ایک بڑا پتھر نالے میں گرا ہو۔ اتنے میں شور مچ گیا کہ مولوی صاحب گندے نالے میں گر گئے ہیں۔ دیکھا تو مولوی صاحب غلاظت میں اس حد تک لتھڑ چکے تھے کہ لوگ اُن کو ہاتھ لگانے سے اجتناب کر رہے تھے۔ بڑی مشکل سے چادروں کی مدد سے اُن کو باہر نکالا گیا۔ اس وقت مولوی صاحب غلاظت کا ڈھیر معلوم ہو رہے تھے۔ ہر طرف تعفن تھا مولوی صاحب سے تو ایسی بدبو اُٹھ رہی تھی جو برداشت کے قابل نہ تھی۔ اسی حالت میں اُنہیں ہسپتال پہنچایا گیا۔ اس حادثہ پیش آنے کی وجہ سے جلسہ بھی درہم برہم ہوگیا۔ بعد میں مولوی صاحب کو لقوہ ہوگیا اور اسی حالت میں تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ دنیا سے گزر گئے۔ فاعتبروا یااولی الابصار

...☆...☆...☆...☆...

ماہنامہ ''النور'' امریکہ اگست و ستمبر 2012ء میں مکرم منیر احمد کاہلوں صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اے دنیا والو سُن رکھو رُت بہار کی آئے گی
پیار کی سنگت پھلے گی ہر شاخِ چمن مہکائے گی
ہر آنکھ سے آنسو پونچھیں گے زخموں پہ پھاہا رکھ کر ہم
حُرمتِ انساں جاگے گی ضمیر چمک دکھلائے گی
مغرب سے سورج چڑھ چکا طبلِ امن ہے بج چکا
وہ کون ہے قوم ہمارے سوا جو زخم تیرے سہلائے گی
سر سجدے میں کیے ہوئے ہم اپنا فرض نبھائیں گے
کمزور بلالی ہاتھوں سے جب تقدیرِ عَلم لہرائے گی

ماہنامہ ''النور'' امریکہ جنوری 2012ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم قرآن کریم کی مدح میں شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب درج ذیل ہے:

وادیٔ بطحاء میں جو برسی گھٹا قرآن ہے
نُور جو قلبِ محمدؐ پر گرا قرآن ہے
نہ یدِ بیضا نہ موسیٰ کا عصا قرآن ہے
تھے نشاں وہ بھی مگر ان سے سوا قرآن ہے
ہے عجائب کا جہاں ہر ایک آیت میں نہاں
رہتی دنیا تک انوکھا معجزہ قرآن ہے
سب مذاہب کی کتابیں رطب و یابس سے بھری
جس کا اِک اِک حرف ہے حرفِ خدا، قرآن ہے
طالبِ صادق کے سینے کے لیے دستِ شفا
دل کے ہر اک روگ کی شافی دوا قرآن ہے
دل کے اندھوں کے لیے یہ نُور ہے بینائی ہے
دل کے بہروں کے لیے بانگِ درا قرآن ہے
اِک اندھیری غار کو جس نے منوّر کردیا
نُور ہے ارض و سما کا وہ ضیاء قرآن ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

May 17, 2019 – May 23, 2019

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday May 17, 2019

00:00	World News
00:20	Ramadhan Dars-e-Hadith: 'Ramadhan - A way of spiritual progress'.
00:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 30.
00:55	Inauguration Of Baitul Ikram Mosque: Recorded on February 20, 2016.
02:00	Hamara Aaqa: shedding light on the character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
03:00	Tilawat: part 12. Surah Hood and Surah Yoosuf.
03:55	Seerat-un-Nabi (SAW)
04:30	Dars-ul-Quran: An in-depth explanation of Quranic verses of Surah Aale-Imran verses 165-167,by Khalifatul Masih IV (rh) during the month of Ramadhan. Session No.123. Rec. March 2, 1994.
06:00	Tilawat: Part 11. Surah Yoonus, verses 12-54.
06:55	Ramadhan Dars-e-Hadith: 'fasting and kindness to humanity'.
07:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 31.
08:05	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan: the life and character of the Holy Prophet Muhammad (SAW).
09:10	Dars-ul-Quran: An in-depth explanation of Quranic verses of Surah Aale-Imran verses 165-167,by Khalifatul Masih IV (rh). Recorded on March 2, 1994.
11:00	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
11:30	LIVE Proceedings
12:00	LIVE Friday Sermon
13:00	LIVE Proceedings
13:30	Tilawat: Part 12.Surah Yoosuf, verses 1-53.
14:30	Shotter Shondhane: Rec. March 28, 2019. Part 2.
15:45	The Second Ashra Of Ramadhan: 'Ten Days Of Forgiveness'.
15:50	Tours Of Hazrat Musleh Ma'ood (ra)
16:25	Friday Sermon: Recorded on May 17, 2019.
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:50	Tilawat: Part 12, episode 1. Surah Hood, verses 7-61.
19:55	Peace Symposium: Recorded on March 19, 2016.
21:00	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan [R]
21:30	Friday Sermon [R]
22:40	Beacon Of Truth: Recorded on May 12, 2019.
23:25	Tilawat: Part 12, episode 1. Surah Hood, verses 7-61.

Saturday May 18, 2019

00:15	World News
00:40	Yassarnal Qur'an
00:55	Peace Symposium 2016
02:05	In His Own Words
02:40	Friday Sermon
03:45	Beacon Of Truth
04:30	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 12, episode 2. Surah Hood, verse 62.
07:05	Dars-e-Malfoozat: 'seeking forgiveness'.
07:35	Al-Tarteel: Lesson no. 25.
08:05	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on May 17, 2019.
10:10	Indonesian Service
11:15	Tilawat: Part 12. Surah Yoosuf, verses 1-53.
12:15	Dars-ul-Quran: An in-depth explanation of Quranic verses of Surah Aale-Imran verses 166-172,by Khalifatul Masih IV (rh). Recorded on March 3, 1994.
13:40	Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper), the fifth successor of the Promised Messiah (as).
14:00	Shotter Shondhane: Rec. March 29, 2019. Part 1.
15:15	Khazain-ul-Mahdi (as)
16:00	LIVE Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:30	One Community One Leader
18:50	Tilawat: part 13. Surah Yoosuf to Surah Al Hijr.
19:55	Bachon Ki Dunya: Programme no 8.
20:20	Al-Saum
20:35	International Jama'at News
21:30	Dars-ul-Quran [R]
23:10	Tilawat: Part 13. Surah Yoosuf, verses 1-54-112.

Sunday May 19, 2019

00:15	World News
00:40	Dars-e-Malfoozat
01:00	Friday Sermon
02:10	One Community One Leader
02:45	Tilawat: part 14. Surah Al-Hijr and Surah An-Nahl.
03:35	Islami Mahino Ka Ta'aruf
04:30	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 13. Surah Ar-Ra'd, verses 1-44.
06:50	Ramadhan Dars-e-Hadith: 'perfect morals'.
07:05	Sach Tau Ye Hai
07:25	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 31.
07:40	Balance: Episode no. 2.
08:05	In His Own Words: 'A Message of Peace'.
08:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on December 3, 2017.
09:55	Noor-e-Deen: A programme discussing the life of 'Seerat Hazrat Maulvi Hakeem Nooruddin, Khalifatul-Masih I (ra)'.
10:15	Indonesian Service
11:20	Tilawat: Part 13, episode 3. Verses 1-53 of Surah Ibraheem and verses 1-2 of Surah Al-Hijr.
12:20	Dars-ul-Quran: Surah Aale-Imran verses 170-174, by Khalifatul Masih IV (rh). Recorded on March 5, 1994.
14:00	Shotter Shondhane: Rec. March 29, 2019. Part 2.
15:05	Friday Sermon: Recorded on May 17, 2019.
16:15	Aao Urdu Seekhain [R]
16:35	Noor-e-Deen [R]
16:35	Seerat-un-Nabi (SAW)
17:20	Yassarnal Qur'an [R]
17:40	World News
18:00	Beacon Of Truth: Recorded on February 3, 2019.
18:55	Tilawat: part 14. Surah Al-Hijr and Surah An-Nahl.
20:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat 2017 [R]
21:10	Balance
21:35	Dars-ul-Quran [R]
23:10	Tilawat: Part 14, episode 1. Verses 1-100 of Surah Al-Hijr and verses 1-22 of Surah Al-Nahl.

Monday May 20, 2019

00:00	World News
00:20	Dars-e-Ramadhan
00:40	Yassarnal Qur'an
00:55	Friday Sermon
02:05	Noor-e-Deen
02:45	Tilawat: part 15. Surah Banee Israa'eel and Surah Al-Kahf.
03:40	Seekers Of Treasure
04:15	Dars-ul-Quran
06:05	Tilawat: Part 14, episode 2. Surah Al-Nahl, verses 23-77.
06:50	Dars-e-Ramadhan: 'Ramadhan and values of life'.
07:05	Al-Tarteel: Lesson no. 25.
07:30	Seerat-e-Rasool (SAW): the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw) in reflection to Ramadhan-ul-Mubarak. Part 2.
08:00	Jamia Kasauti Competition
09:05	Fazeelat-e-Ramadhan
09:40	Hazrat Umar(ra) Caliphate
10:15	Friday Sermon: Recorded on December 7, 2018.
11:15	Tilawat: Part 14. Surah Al-Nahl, verses 78-129.
11:55	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as): the life and character of the Promised Messiah (as).
12:15	Dars-ul-Quran: Qur'anic verses 170-174 of Surah Ale- Imraan by Khalifatul Masih IV (rh). Rec. March 6, 1994.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Peace Symposium Canada: Rec. October 22, 2016.
16:10	In His Own Words: 'A Gift for the Queen'.
16:45	Seerat-e-Rasool (SAW) [R]
17:20	Al-Tarteel [R]
17:40	World News
18:00	Live Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat: part 15. Surah Banee Israa'eel & Surah Al-Kahf.
19:40	As-Salam: about the attributes of Allah, based on Friday Sermons by Hazrat Mirza Masroor Ahmad (may Allah be his Helper).
20:00	Fazeelat-e-Ramadhan [R]
20:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
20:55	Hazrat Umar(ra) Caliphate [R]
21:30	Dars-ul-Quran [R]
23:20	Tilawat: Part 15. Surah Banee Israa'eel, verses 1-61.

Tuesday May 21, 2019

00:15	World News
00:30	Al-Tarteel
00:55	Peace Symposium Canada 2016
01:55	In His Own Words
02:40	Tilawat: part 16. Surah Al-Kahf, Surah Maryam and Surah Taa Haa.
03:35	Dars-e-Ramadhan
03:50	Seerat-e-Rasool (SAW)
04:15	As-Salam
04:30	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 15, episode 2. Verses 62-112 of Surah Banee Israa'eel and verses 1-15 of Surah Al-Kahf.
06:55	Dars-e-Ramadhan: 'the importance of Itika'af'.
07:20	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 32.
07:40	Masjid Mubarak Rabwah
08:00	Liqa Maal Arab: Session no. 191. Rec. August 6, 1996.
09:05	Story Time
09:20	Aao Kahani Sunain
09:45	The South Island
10:15	Indonesian Service
11:20	Tilawat: Part 15. Surah Al-Kahf, verses 16-75.
12:15	Dars-ul-Quran: An in-depth explanation of Quranic verses 170-177 of Surah Ale Imraan, by Khalifatul Masih IV (rh) during the month of Ramadhan. Recorded on March 8, 1994.
14:00	Shotter Shondhane: Recorded on March 30, 2019. Part 2.
15:00	Friday Sermon: Recorded on May 17, 2019.
16:00	In His Own Words: book 'A Gift For The Queen'.
16:35	Beacon Of Truth: Recorded on February 3, 2019.
17:20	Yassarnal Qur'an [R]
17:40	World News
18:00	LIVE Nashr-e-Ramadhan
18:45	Rishta Nata Ke Masayil
18:55	Tilawat: part 16. Surah Al-Kahf, Surah Maryam and Surah Taa Haa.
20:00	Rah-e-Huda: Recorded on May 18, 2019.
21:30	Dars-ul-Quran [R]
23:15	Tilawat: Part 16, episode 1.

Wednesday May 22, 2019

00:00	World News
00:15	Dars-e-Ramadhan
00:30	Yassarnal Qur'an
01:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on December 3, 2017.
02:00	Aao Kahani Sunein
02:35	Tilawat: part 17. Surah Al-Ambiyaa & Surah Al-Hajj.
03:25	Seerat-un-Nabi (SAW)
04:15	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 16, episode 2.
07:05	Ramadhan Dars-e-Hadith: the topic of 'I'tikaf'.
07:20	Rishta Nata Ke Masa'il
07:35	Al-Tarteel: Lesson 25.
08:00	Bachon Ki Dunya: Programme no 8.
08:20	The Life Of Hazrat Ali (ra)
09:20	Hamdiyya Majlis
10:15	Indonesian Service
11:20	Tilawat: Part 16, episode 3.
12:10	Dars-ul-Quran: An in-depth explanation of Quranic verses by Khalifatul Masih IV (rh), today he focuses on the Shia sect ideology. Rec. March 9, 1994
13:55	Shotter Shondhane: Rec. March 31, 2019. Part 1.
15:00	LIVE Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
16:05	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan
16:35	Bachon Ki Dunya
16:55	In His Own Words
17:40	World News
18:00	LIVE Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat: part 16. Surah Al-Kahf, Surah Maryam and Surah Taa Haa.
20:05	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:10	Bachon Ki Dunya
21:30	Dars-ul-Quran [R]
23:15	Tilawat: Part 17, episode 1.

Thursday May 23, 2019

00:15	World News
00:35	The Holy Prophet (SAW) And Ramadhan
01:20	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
02:40	Tilawat: part 17. Surah Al-Ambiyaa & Surah Al-Hajj.
03:30	Hamdiyya Majlis
04:20	Hazrat Khalifatul-Masih V (may Allah be his Helper), the fifth successor of the Promised Messiah (as).
04:30	Dars-ul-Quran
06:00	Tilawat: Part 17, episode 2.
07:00	Dars-e-Ramadhan: the topic of 'Itika'af'.
07:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 32.
08:00	Beacon Of Truth: Recorded on May 19, 2019.
09:05	Girls Waqfe Nau Ijtema: Rec. February 24, 2018.
10:00	Balance: Episode no. 2.
10:35	Japanese service (Ramadhan special)
11:15	Tilawat: Part 17, episode 3.
12:15	Dars-ul-Quran: An in-depth explanation of Quranic verses 38-40 of Surah Yoonus, by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (rh) during the month of Ramadhan. Recorded on March 10, 1994.
14:00	Friday Sermon: Recorded on May 17, 2019.
15:30	Persian service (Ramadhan special)
16:00	Friday Sermon [R]
17:20	Yassarnal Qur'an
17:40	World News
18:00	LIVE Nashr-e-Ramadhan
18:45	Tilawat: part 18.
20:05	Friday Sermon
21:05	In His Own Words: 'A Misconception Removed'.
21:40	Dars-ul-Quran [R]
23:10	Tilawat: Part 18, episode 1.

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00, German service at 17:00 (GMT) & LIVE Turkish Service will be shown at 18:30 (Saturdays only).

Translations for Huzoor's (may Allah be his Helper) Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:info@alfazlintl.org

Vol 26 Friday 17 May 2019 Issue No. 20

عہدِ وقف اور اس کا نبھانا

نیشنل اجتماع واقفینِ نَو (خدام و اطفال) جماعت احمدیہ برطانیہ کے اختتامی اجلاس سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب فرمودہ مورخہ 7/ اپریل 2019ء بمقام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح مورڈن

(اس خطاب کا اردو ترجمہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

’’اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی والدین کی تعداد جو اپنے بچوں کو دین کی خاطر وقف کر رہے ہیں مسلسل بڑھ رہی ہے اور یوں ہر سال پیدا ہونے والے ہزاروں بچے وقفِ نَو کی سکیم میں شامل ہو رہے ہیں۔ آپ سب ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جن کی زندگیاں ان کے والدین نے پیدائش سے قبل ہی اسلام کی خاطر وقف کر دی تھیں اور اب آپ میں سے بہت سے شعور کی عمر کو پہنچ رہے ہیں۔

آپ میں سے کچھ ابھی سکول میں ہیں، جبکہ بہت سے اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کر کے جماعت میں مستقل طور پر وقف زندگی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو جامعہ احمدیہ سے تعلیم مکمل کرنے اور تربیت پانے کے بعد میدانِ عمل میں بحیثیت مربی و مبلغ کام کر رہے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو جماعت کی اجازت سے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنے کام کر رہے ہیں مگر ان کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ جماعتی خدمت کے لیے جتنا زیادہ سے زیادہ ممکن ہو وقت نکالیں اور ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ وہ واقفِ نَو ہیں۔

سب سے اول اور اہم بات ہر واقفِ نَو کو سمجھ لینی چاہیے کہ اس کا وقف تب ہی حقیقی اور فائدہ مند ہو سکتا ہے جب اس کا اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ تعلق قائم ہو اور اس کے لیے اہم ترین راستہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نماز کا قیام ہے۔ اس لیے ہر حال میں پانچ وقت نمازیں پورے اخلاص اور لگن سے اللہ تعالیٰ کے حضور ادا کریں۔

ہر احمدی مسلمان مرد کا یہ مذہبی فریضہ ہے کہ وہ باجماعت نمازیں ادا کرے۔ لہٰذا آپ میں سے جو مسجد یا نماز سنٹر سے مناسب فاصلے پر رہتے ہیں ہر ممکن کوشش کریں کہ نمازیں باجماعت ادا کریں۔ باجماعت نماز آپ کی روزمرہ زندگی کا سب سے اہم جزو ہونا چاہیے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ بہت سے واقفین نَو شعور اور سوجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور بہت سے بلوغت میں قدم رکھ رہے ہیں اس کے باوجود نماز باجماعت تو درکنار، بعض سے پوچھنے پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پنجوقتہ نماز کا ہی التزام نہیں۔ ایسے وقف کا کیا مقصد اور اس کا کیا فائدہ؟ ایک طرف انہوں نے اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی خاطر وقف کرنے کا عہد کیا ہے اور دوسری طرف وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہیں جو ایمان کا اقرار کرنے کے بعد ہر مسلمان کے دین کا سب سے اہم رکن ہے۔ اس لیے یہ بات یاد رکھیں کہ آپ کے وقفِ زندگی کا عہد تبھی با مقصد ہو سکتا ہے جب آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کریں اور ہر حال میں اس سے مخلصانہ تعلق قائم رکھیں۔

اگر آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا بنیادی فریضہ ہی ادا نہیں کر رہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اس سے وفا اور اخلاص کا تعلق پیدا کر سکیں؟ اس لیے اگر آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ صرف نام کے ہی وقفِ نَو نہیں بلکہ آپ نے حقیقی رنگ میں اپنی زندگی اسلام کی خاطر وقف کی ہے اور آپ اس عہد کو پورا کرنے کے لیے پُرعزم ہیں جو آپ کے والدین نے کیا تھا تو پھر آپ کو دین کے اس لازمی حصہ کو مقدم رکھنا ہو گا۔ آپ کو اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے ہوں گے اور اس بات کو یقینی بنانا ہو گا کہ کوئی دن بھی ایسا نہ گزرے جس میں آپ پنجوقتہ نمازوں کے بنیادی فریضہ کو انجام دینے سے غافل رہے ہوں۔ یہ بات واضح رہے کہ اگر آپ اس میں ناکام رہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا وقف بے معنی اور بے مقصد ہے۔

اسی طرح بحیثیت وقفِ نَو یہ ضروری ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے باقی احکامات پر بھی عمل کرنے کی کوشش کریں اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی بھی کوشش کریں۔ ایک وقفِ نَو کا حقوق اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حقوق العباد یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کا معیار باقی سب لوگوں سے بہت اونچا ہونا چاہیے۔

مختصراً یہ کہ آپ کو صرف اس لیے اطمینان سے نہیں بیٹھ جانا چاہیے کہ آپ کا نام وقفِ نَو کی فہرست میں شامل ہے بلکہ آپ کو ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کی وسعت اور اپنے عقیدے کی پاسداری کا احساس رہنا چاہیے۔ آپ کا فرض ہے کہ اپنی اخلاقی حالت کو بہتر سے بہتر بناتے چلے جائیں اور اپنا دینی علم بڑھائیں۔ کبھی نہ بھولیں کہ آپ کے والدین نے آپ کی زندگیاں دین کی خاطر وقف کی تھیں اور آپ کے لیے دعائیں بھی کی تھیں۔

اس سلسلہ میں یہ بہت ضروری ہے کہ تمام واقفین نَو کے والدین کو جنہوں نے پیدائش سے قبل ہی اپنے بچوں کو جماعت کی خاطر وقف کر دیا تھا یاد دہانی کروائی جائے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے بھرپور دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو وقف کے تقاضے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح والدین کا فرض ہے کہ وہ بچوں کی اخلاقی اور دینی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں اور ان کی رہنمائی کریں کہ انہوں نے عہدِ وقف کو کیسے نبھانا ہے۔

اب والدین کو مختصراً مخاطب کرنے کے بعد میں دوبارہ واقفینِ نَو کی طرف آتا ہوں۔ آپ سب کو ان ذمہ داریوں اور معیاروں کو سمجھنا ہو گا جن کی ایک واقف زندگی سے توقع کی جاتی ہے۔ خلاصۃً وقف کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنا اور ہمیشہ اپنے علم میں اضافہ کرنے اور اپنے اخلاقی اور روحانی معیار کو بڑھانے کے لیے کوششوں میں لگے رہنا۔ درحقیقیت صرف اپنے عقیدے کا علم ہونا کافی نہیں بلکہ ہر حال میں اپنے دین پر عمل بھی کرتے رہنا ضروری ہے۔

بحیثیت واقفِ نَو آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی اُن توقعات کا علم ہونا چاہیے جو آپؑ نے افرادِ جماعت سے رکھی ہیں بالخصوص ان سے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی زندگیوں کو وقف کیا ہے۔ اس مقصد کے لیے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور تحریرات کا مطالعہ کرنا ہو گا جہاں بہت سے مواقع پر آپؑ نے ان توقعات کا واضح اظہار فرمایا ہے۔

اس حوالہ سے میں اب اپنے الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیان فرمودہ چند بابرکت ہدایات بیان کروں گا۔ ایک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے۔ اور حیات طیّبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی زندگی وقف کرے۔ اور ہر ایک اِس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وُہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصِل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ... حضرت ابراہیمؑ کی طرح ہماری رُوح بول اٹھے۔ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہ میں کلّیۃً خدا کا فرمانبرداد ہو چکا ہوں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 100) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص باریکی سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی نہیں کرتا اور بھول جاتا ہے کہ اس کی زندگی کا اولین مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت ہے وہ کبھی بھی حقیقی مومن کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ پس آپ کو یہ سمجھنا چاہیے کہ گو کہ آپ مغربی معاشرے میں رہتے ہیں، آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنی چاہئیں۔ آپ کو پختگی کے ساتھ اپنی مذہبی روایات اور اطوار پر قائم رہنا چاہیے اور اپنی زندگیوں میں وہ پاک تبدیلی لے کر آنی چاہیے جس کے بعد آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والے ہوں۔ آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہیے کہ آپ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے بہتر سے بہتر ہوتے چلے جائیں اور اپنے علم میں اضافہ کرنے والے ہوں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں یہ بھی سکھایا ہے کہ وہ لوگ جو آپؑ کے ساتھ عقد بیعت باندھتے ہیں انہیں اپنی زندگی خدا تعالیٰ اور اس کے دین کے لیے اسی طرح وقف کرنی چاہیے جس طرح آپؑ نے اپنی زندگی وقف کی تھی۔ پس ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال ہر وقت اپنے سامنے رکھنی چاہیے جنہوں نے اپنا ہر دن اور اپنی ہر رات خدمتِ اسلام کے لیے وقف کر رکھے تھے حتّٰی کہ آپؑ نے آخری سانس تک اپنی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کے احیاء اور دنیا میں ان کی اشاعت میں صرف کیا۔

مثال کے طور پر آپؑ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ بعض وقت لکھتا ہوں تو آنکھوں کے آگے اندھیرا اُتر جاتا ہے اور یقین ہو جاتا ہے کہ غشی آ گئی۔ (ماخوذ از مکتوبات احمدؑ جلد 5 صفحہ 382) جب ایسی حالت ہوتی تو آپ تھوڑی دیر کے لیے ستا لیتے۔ یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عظیم کردار جس کی پیروی کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

......باقی صفحہ نمبر 20 پر......